

شبیه حضور فیض گنج زوار کب فی احمد خان میا در پرتو سلسلی ام اقبال مصنف ششوی ہذا



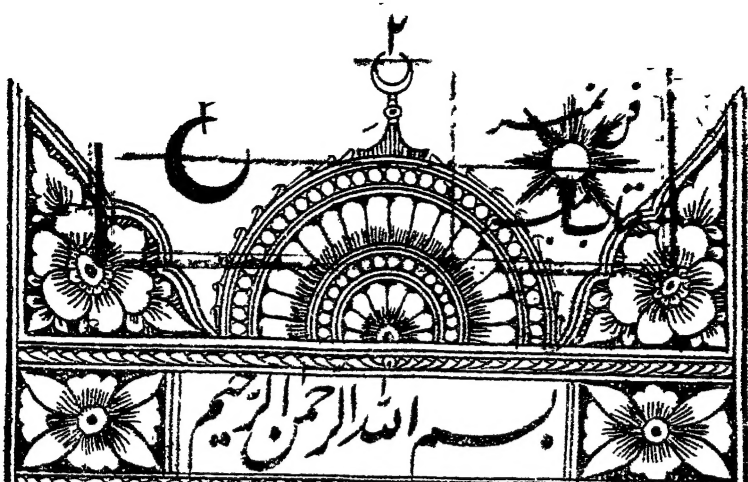
بعون خالق کون و مکان و بطیفه رسول انس و جان

درین ایام شش انصاف این منوی پیشانی و پذیربند خاطر برنا و بر سر انگار
عالمین به علی القاب ربه مسند شریعی شهر و ارضه جاد و بیانی یک نماز مضار
همردانی صاحب جو و ذوال قدرت دان اهل کمال حضور فیض کجور ذواب رؤف انهر
خان بهادر بر تو درسی دام اقبال خلقت عالمین صاحب حافظ نواب رحمت رشید
احمر خان بهادر خوش شید مرگوم و نبسته خاص بر شانس نواب عظیم جاه بهساور
عظرا نواب پرنس اول ارکات انیسلی به



به اهتمام احقر الانام حافظ محمد عبدالقادر
و به قلم بنده اشیم کاتب محمد عبدالرحیم

در مطبع رزاقیه کوچه طه صا مدرسه مطبوع گردید



یہ جرات یہ مقدور یہ ادعا
 کہ رکھتا ہے یہ لائن و زبان
 سزاوار ہے حمد کے کب قلم
 محبت ہے ذرے کو سو بج ساتھ
 نہ عذر آوران را براند بجور
 کہ ملکشن قدیم است و آتش غنی
 وہ دانا و بینا و ستار ہے
 نہیں کوئی لاریب کا شریک
 وہی خالق آسمان و زمین
 بنائے ہیں نقطوں کے کیسے علوم

زبان قلم اور حمد خلأ
 نہیں ہے مجھے باور اسکا بیان
 اگرچہ یہ کرتا ہے کچھ کچھ رقم
 مگر سب کی عزت خدا کے ہی ہاتھ
 نہ گردن کشان را بغیر دلفور
 مرا و رارسد کبریا و منی
 وہ خلاق و رزاق و غفار ہے
 وہی مالک الملک ہے لاشریک
 اویسی کی ہے قدریں دنیا و دین
 کیا ثابت انجم سے علم نجوم

وہی عالم الغیب لا ریب ہے
 کہن ہے اگر مہرین ماہ میں
 قمر کو کیا بدر دیکر کمال
 کرے قدرت کا ملہ کی صفت
 بنایا ہے انسان کو خاک سے
 بڑے جسم کے جتنے مخلوق میں
 بنایا ہے معیوب ہر ایک کو
 نہیں کوئی معیوب خالق جان
 پرستش کے قابل وہ لا ریب ہے
 بنایا ہے اس واسطے عیب دار
 ہم ہی تو ہے مخلوق و خالق میں فرق
 بیابان ہمیشہ اور اتنا ہی خاک
 کہلا اہل منیش پہ دریا کارزار
 شب و روز کا جو تھیا انقلاب
 نہیں ذات خالق کو اوج و زوال

اوسکی فقط ذات بے عیب ہے
 تو رجعت ہی سیار و نکل و ادین
 گھٹا کر کیا بدر کو پھر ہلال
 کہاں اس قدر آدمی میں سکت
 مشرت کیا حسن اور اک سے
 اسی قسم کے جتنے مخلوق میں
 بتایا ہے یہ خوب ہر ایک کو
 نہیں کوئی مجبور مختار جان
 کہ جو ذات بس پاؤں بے عیب ہے
 نہ سمجھیں غلط فہم اور نہیں کرو گناہ
 کہ مخلوق میں سارے عیو نہیں غرق
 گلستان کا سینہ بہتا ہے چاک
 کہ ساحل پہ گہستا ہے فرق نیار
 فلک کو لگایا ہے شیب شباب
 ہمیشہ ہے اوس ذات کا ایک حال

تغیر تبدیل ہے مخلوق کو	عروج و تنزل ہے مخلوق کو
پہاڑوں کے دامین غارین	گل و غنچہ کی گو دین غارین
جو بے عیب مختار اور بے نیاز	وہی دین و دنیا کا ہی کار ساز
ہے ہر شی سے ثابت بقا و فنا	بقا و فنا فعل ہے بر ملا
تو پھر فعل کو ہے جو فاعل ضرور	وہی ذات باری ہے پھر ظہور
خدا جس کو کہتے ہیں باقی ہے وہ	سوا اوسکے جو کچھ ہے فانی ہے وہ
سمجھ میں نہیں آتا قدرت کا بھید	ہے اس طرح کثرت میں حد کا بھید
نظر کرنے والا رہے بد کہ نیک	دو آنکھوں سے دیکھے ہر شے کو ایک
اب اس پر بھی غافل اگر ہو کوئی	بھر رکھ کے بھی بے بصیر ہو کوئی
دکھائے اگر اوس کو تو کیا دکھائے	جسے دن دھاڑے نظر ہی آئے
قصور نظر ہو تو عینک لگائے	نظری نہ آئے تو کیسا دکھائے

نعت سرور کائنات منہج موجودات حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم

تلم اور نعت شہ الشہ و جان	یہ حسرت یہ منہج بھرید زبان
کرے جنگی مدحت خدا آپ خود	کرے جنگی الفت خدا آپ خود

ثنا اونکی انسان کیا کر کے
 خدا نے کہا آپ لو لا کہ جب
 اوٹھائے اگر پردہ احمد کا میم
 بلا سایہ احمد اٹھ لا شریک
 کوئی بھید کھلتا نہیں میم کا
 سمجھنا تو اس کا کچھ آسان نہیں
 بظاہر تو مشکل نہیں ہے یہ بات
 اگر دیکھئے تو ہے اک بات اور
 وہی میم سر بھی محبت کا ہے
 محمد کا بھی حرف اول وہی
 سراپا ہے مخدوم بھی ہے وہی
 اوسے میں ہے راز و عالم نہان
 جو سایہ نہ تھا اوس کا بیچہ تنہا
 محمد بھی احمد بھی محمود بھی
 خدا اوس کا حامد و محمود ہے

ثنا کیا نہ چون و چرا کر کے
 کرے اور تعریف کیا کوئی اب
 احمد ہی کو دیکھے نگاہ سلیم
 ہو اپردہ میم کیسا شریک
 یہ نکتہ ہے محتاج تعلیم کا
 جو غافل ہے زبان انسان نہیں
 اسی بات میں ہے نہان کنہ ذات
 گہری بھر زرا کیجئے اس میں غور
 لب محرم راز وحدت کا ہے
 ہے محمود میں بھی وہی حرف ہی
 سراپا ہے معصوم بھی ہے وہی
 اوسے میں تماشا ہے کون سا مکان
 کہ تھا جسم اقدس فقط نور رب
 وہی جہد حامد کا مقصود بھی
 وہ عابد خدا اوس کا معبود ہے

خدا کا ہے محبوب مختار کل
 لقب رحمت عالمین او نگاہی
 زمین کرم آسمان کرم
 سہاتا ہے سر پر شفا کا تاج
 خدا نے کیا خاتم الانبیاء
 خدا اور نبی میں ہے راز و نیاز
 برابر ہے مولانا جاؤ گی کی بات
 کیلئے کہ چرخ فلک طور اوست
 چہرا غم کہ تا او میفرودخت نور
 ہر اک کو ہے معلوم سب انبیاء
 خداوند عالم کے وہ خاص ہیں
 جو ہو حسرت رحمت پہ بخت
 جہاں کہ سر اس پر جواب عرض کر

سب اس کے ہیں تابع وہ مہر ار کل
 یہ دنیا بھی اونکی ہو دین او نگاہی
 جہان کرم راز دان کرم
 خداوند عالم کی رحمت کا تاج
 خدا نے کیا انسر الاصفیا
 بتاتی ہے معراج کی شب یہ راز
 خدا کے سوا سب بڑھ کر وہ ذات
 آسمان نور ہا پر تو نور اوست
 ز چشم جہان روشنی بود و نور
 میں مقبول و معصوم سب انبیاء
 وہ مجموعہ خلق و اخلاص میں
 مؤدب خبر دار کہو لے دہن
 در و آل و ازواج و اصحاب

ملکیت اہل بیت و جملہ بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعہ
 کرے کس زبان سے قلم منقبت
 اتنی نی میں کیونکر بہ معرفت

بمصدق ضرب المثل اب قلم
وہی چھوٹے منہ سے نوالے بڑے
تمام آل و ازواج و اصحاب پاک
نبی کے جوہن منتخب چار یار
ابوبکر و عمر و عثمان علی
کیا دین اسلام کو بایدار
معظم کرم ہیں بارہ امام
جوہن پیشوا دین کے چار تاج
شہ اولیاء و ستیگر زمان
وہی غوث کونین اعظم وہی
خدا کے ہیں احباب کل اولیاء
جو دیندار ہیں اونکی کیا بات
تو ان رب کے صدقے سے رب العنا
تصدق سے ان کے مجھ کو خدا

چلا جوش الفت میں یار تب قلم
اسے ایسی باتوں کے چسکے پڑے
ہیں مقبول درگاہ وہاں پاک
عناصر ہیں وہ قالبین کے چار
مسلسل برکات کی خلافت ہی
نبی مکرم کے سچے تھے یار
ہر اک شریذ و لبندر خیر الانام
وہ ہیں رہبر و مقتداے رمن
عزیز خدا پیر صاحب دلائل
وہی قطب قطاب اکرم ہی
خدا کے ہیں مقبول کل اعفیاء
مزرے داراؤنکی ہی اوقات
مجھے بخش دل کو سرگرم صفا
تو عصیان کی بیماری کو شفا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

مناجات میں بھی کچھ بولنے
 فقط فضل خالق کا امیدوار
 ہمیشہ غرض مند معذور رہے
 دعا اپنی مطلب کی کرتا ہے وہ
 گنہگار ہوں تیرا بندہ مومنین
 نہ تجھ سے کرو عرض کس سے کروں
 گناہوں کو سارے مہر عفو کر
 مجھے میرے بچوں کو رکھ شاد و ثناء
 مرے اہل خانہ بھی احباب بھی
 ترے فضل سے سب ہیں شاد و کام
 مجھے اور ان سب کو ایمان دے
 مجھے دے تو ایسا دل درو مند
 فقط دوست کیا بلکہ دشمن کو بھی
 عزیز و اقارب ہوں سب بامراد
 پتہ دے تو مرگ مفاجات سے

قلم راہ تکتا ہے منہ کہولنے
 ہے مجھ نخل لب خشک بے برگ و بار
 کہ اپنی غرض کا وہ مجبور ہے
 کہ سو جان سے مطلب کرتا ہے وہ
 سیہ کار ہوں تیرا بندہ مومنین
 ترابندہ ہو کر میں مایوس ہوں
 ہدایت مجھے نیک دے عمر بھر
 تو صحت سے عزت دے کر بامراد
 برادر عزیزاؤں کے انساب بھی
 گذر جائے راحت ہر صبح و شام
 تو ہمدردی آمان اور نان دے
 جسے غیر کے دکھ سے پہنچے گزند
 عنایت ہو جو ملتا ہوں مہربانی
 ہوں پھر بدخواہ بھی نامراد
 امان دے تو جملہ بلیات سے

جو غم ہے نوشتے میں تقدیر کے
 اسی غم میں نکلے مری جان بھی
 غطا کر مجھ جب آل رسولؐ
 محبت تری تیرے احباب کی
 مرے دوسو سون کو تو سب دکر
 مجھے دین و دنیا میں عزت کے ساتھ
 ترے فضل سے کچھ نہیں ہے یہ دور
 زرا التجا میری مقبول ہو
 ترے پاک محبوب کے واسطے
 دعا اس گنہگار کی ہو قبول

تو غمگین رہوں غم میں شہر کے
 نکل جائے مدت کا ارمان بھی
 مرنے غرض ہو یا الہی قبول
 عنایت ہو عاصی کو رب غنی
 مری التجا کو تو منظور کر
 تو رکھ خالق پاک حق کے ساتھ
 برائے امید دل ناصبور
 الہی دعا میری مقبول ہو
 ترے پیارے مطلوب کے واسطے
 بحق رسولؐ بہ آل رسولؐ

داستانِ عرفین عشق کے اور بیان میں فرق عشق و عشق کے

پلا دے شراب محبت کا جام
 کہلے جس سے دل میں گل و باغ عشق
 نہو عشق تو زندگی ہے سچ ہے
 خدا دوست دشمن کو در گنج عشق

ترے صدمے اے ساقی لا لاف
 دل راغی ہو لالہ باغ عشق
 نہو ناخیز تقدیر کا بیج ہے
 کہ ہے وجہ تفریح کی ریح عشق

اسی کی غمش ہے گلِ نوبہار
 اسی کی ہے ہر لباسِ تفریحِ بان
 مہر کو یہ قرۃ العین ہے
 اسی کی کشش دیکھو ہر ایک میں
 ہے وجہِ ظہورِ وہ عالمِ ہی
 ہی حاصلِ کشت اور اک ہر
 دلیلِ شرف ہے ہی ایک شی
 کیا خاکِ ناچیز کو اس نے پاک
 کہیں آتشِ آبِ خاک ہوا
 اسی کے سب سے یہ ترجمہ ملا
 مرے دل کو دے یا الہی یہ گنج
 مگر اب کے قصوں میں جو عشق ہے
 اسی عشق کو خانہ ویران کہوں
 وہی دشمنِ ننگ و ناموس ہے
 وہی خستہ حالی کا پیغام ہے

مزید ہے کس قدر انتظار
 اسی کی ہے رنگت میں ہر نگین
 یہی دولتِ پاک دارین ہے
 نہان و عیان ہر بد و نیک میں
 یہی باعثِ فخرِ آدمِ ہی
 نہو یہ تو پھر آدمی خاک ہے
 سمجھ کر تو دیکھو یہ کیا چیز ہے
 ہوئی سرمہ چشمِ حق میں یہ خاک
 کہی پا بھی سکتے تھے یہ مرتبا
 ملا ایک نے آدم کو سجدہ کیا
 بہرے عشق سے اور رہا حسنِ رخ
 وہ سر سے قدمِ نگ فقط اس ہے
 اسی عشق کو خصمِ انسان کہوں
 وہی شمعِ ذلت کی فانوس ہے
 جو ملتا ہے اوس سے وہ بدنام ہے

کیا میں نے دھوکے کی تھی کوچاک
 اسی سے ہوئی ہند کی اتری
 مثال پری ہے ہر اک نظم و نثر
 اسی وجہ رمزون کا واقعہ ہی ہوں
 بری ایسے دہے سے ہو یہ کتاب
 او نہیں بنے شعوری کہے شمار لوگ

رکھا فسق کو عشق کا نام پاک
 سبب شوخ چشمی کا ہے شاعری
 اسی سے بہری ہے ہر اک نظم و نثر
 اگرچہ میں شاعر ہوں منصف ہی ہوں
 اسی کی رعایت ہے اس میں جناب
 مگر عشق کے جو مخالف میں لوگ

سبب تصنیف

کہ جس سے جسے دن ہلنے کا رنگ
 ہوا فکر کی آگ سے دل کباب
 ابھی خواب غفلت میں کتب رہوں
 رہے ہر طرح بس سخن یادگار
 کہ یہ ہو پسند دل خاص عام
 بشری تو ہوں کچھ فرشتا نہیں
 نہ زہار ہمت فروشی کرو
 ہنرمند نشیدہ ام عیب جو

وہ ساغر پلا ساقی شوخ و تنگ
 لگا کر مجھے برن میں د شراب
 خیال آگیا اک کہانی لکھوں
 بنیں زلیخا کا کچھ نہیں اعتبار
 سلامت سے اس میں راجہ کو کام
 خطا گر ہوئی ہے تو بیجا نہیں
 اگر ہو سکے عیب پوشی کرو
 الا اے خردمند فرخندہ خو

کہ پیر تو کا ہو و وجہا نین بہلا
زیادہ کروں اس سے کیا میں بیان

پڑھیں شتوی جب کریں پچہ دعا
یہاں سے تو آغاز ہے داستان

آغاز داستان

غنی صاحب اقبال انجم سپاہ
بہت باخبر اور بہت متقی
تہا وارا لامان سلطنت کا مقام
نقطہ رات دن رنج اولاد تھا
تھا اندر میر گہر کا اوجالانہ تھا
نہ تھا دولت و مال سے شاو حال
اس امید واری ہی آس تھی
کہ دولت بطاعت تو ان یافتن
شہنشاہ بیگم ہوی بار در
خوشی کیون نہ ہوتی میسر او سے

خدا کی خدائی میں تھا ایک شاہ
خود مند و عادل سخی و جری
تہا شاہ نشہ باج و راوس کا نام
ہر اک غم سے دل و مسکا آزاد تھا
یہ غم تھا کڑی لڑکا بالانہ تھا
اوس کا خیال اور اوس کا مال
طلب کا رحق سے تھا گویا س تھی
نشاہد سر از بندگی تافتن
دکھا یاد عاؤن نے آخر اثر
بہت اشکا تھا خدا پر او سے

داستان شہزادے کے تولد کی

ہے تحویل برج حمل آفتاب

بہار آبی دے ساقی گلگون شراب

بلا جگہ ساقی وہ گلگون ساقی
کہ رنگین تر ہو کہانی سی سخی

ہوا خواہوں کے رنگ لائے نصیب
 ہوئے نو چینی جو پورے ادھر
 تھا سر ایک سرایہ رنگ حسن
 تھے بوباس میں عطران پہور بال
 جبیں رشک آئینہ برگ گل
 گل نر گس انگہوں کو کہنا غضب
 وہ آنکھیں کہاں اور نر گس کہہ
 وہ آنکھیں برابر جو کہلی نہیں
 ہر اک ابرو اک مصرع حسن ہے
 حقیقت میں وہ چشم ابرو تمام
 نشان خط داد اوستاد میں
 مژہ دیدہ مست پر اس طرح
 یہ کچھ نرم ہے اوس کا ہر ایک کان
 طربناک معصوم کی ناک ہے
 کچھ ایسے ہیں شیریں لب شیر خوا

دن آئے ہیں عیش و طرب کے قریب
 تولد ہوا خوب صورت پسر
 سر اسرود گل شاہد تنگ حسن
 ہتا وجہ فرح زعفرانی جمال
 ہر اک چین رگ سینہ برگ گل
 یہ سستے ہی سامع نہ بولیں گے کب
 کہاں چشم نر گس میں نور بصر
 نظریں ثنا گو کی تہی نہیں
 یہ پوسے اک مطلع حسن ہے
 دکھاتی ہیں یہ بات مالا کلام
 تہ بیت ابرو یہ دو صاد میں
 رہے بازہ میخانے پر جسطرح
 سزاوار ہے کہے نرمی کی کان
 کہ یہ عیب خود بینی سے پاک ہے
 کہ بوباس سے خود ٹپکتا ہے پیار

کرے نام حق کے سوا کچھ نہ بات
 کوئی دانت منہ میں نہیں غم نہیں
 کسی شمی یہ دانت اب لگاتا نہیں
 وہ گردن تیلی کی پالی ہوئی
 وہ سینہ کہ جس میں دل پا کر
 وہ ناف او کی جس سے ابھی ٹال دور
 وہ موے کمر موے بینی ہر یار
 اب آگے شگوفہ ہے طرز بہار
 ہر اک شاخسار او میں بھول اک کہو
 وہ زانو کہ فورا اولٹ کر بنے
 وہ ساقین کہ ساتی کے اور جا ہوش
 ہر وہ دست و پا اس قدر نرم نرم
 وہ بیل انگلیاں موثر گان تمام
 کہان ہاتھ اور پاؤں کو ہے قرار
 خدا کی مشیت ہی تقدیر ہے

کہان بات ان لب کی لائے نبات
 کہ بے اعتنائی سے برہم نہیں
 کہی بے زبان منہ کی کھاتا نہیں
 اوٹھانے میں چو کے تو منسلکی گئی
 کرے خود فراموشی میں حق کو یاد
 اسی ناف کو نافہ کہنا ضرور
 زرا بل جو کھاے ہو دل شکبار
 قلم نخل گل بار بنتا ہے یار
 کہی سر فراز اور کہی سرنگون
 اگر دیکھ لے اس بندہ روتے
 شناسنے شیشہ ہو نیبہ بگوش
 جنہیں دیکھ کر رونی کو آئے شرم
 رہیں آنکھ پر رات دن صبح و شام
 مشی ہے یہ جنبش نہیں بار بار
 غذا مضمر ہونے کی تدبیر ہے

سوال ان کا رونا ہے بہر غذا
 خبر داروں نے شہ کو واقف کیا
 کہا شکر ہے تیرا پروردگار
 مراتب گزیرین جو نذرین تمام
 ہوا حکم تو دیر کس بات کی
 بچے شادیاں بڑے شور سے
 ہراک کو خوشی کی خبر ہو گئی
 بھی کچھ رات دن راگ کا تھا سامان
 ہوی سا توین بن بڑی ہوم نام
 پر جان سے بھی عزیزاؤں کو تھا
 تولد سے چھلے تلگ صبح و شام
 ملے سب کو انعام جوڑے ملے
 غرض چہوٹی رسمیں وہ رسمی ہوی
 ملے جوڑے انعام ہر ایک کو
 وہ پاتے ہی جوڑوں کو بھولا م سب

عجب پند ہے ان کی مٹی صدا
 یہ سنتے ہی مژدہ بہت خوش ہوا
 ہوی کا میابی امیدوار
 کیا حکم شہ نے کہ ہو جشن عام
 منائی خوشی چہل رات کی
 سلامی کی تو بین جلیں نور سے
 خبر خود مسرت اثر ہو گئی
 تھی اندر کی محفل زمین پر عیان
 رکھا جان جان سے بیٹے کا نام
 اسی واسطے نام ایسا رکھا
 رہیں شادیاں سب رہے شاد کام
 ہراک رسم میں غنچہ دل کھلے
 بڑی ایک چھلے کی شادی ہوی
 سزاواراؤں کے بد و نیک کو
 ہو پھول کر گل وہ گل فام سب

موت نہ بچان کہتی اون دن کے گھر بڑا لٹا یا گیا اس قدر سچا و سزاواراؤں کی تو گھر ہوی

نذرانے میں چھلے کی رسمیں ہوئیں
ہوئی چھٹی جب اون کو اس کام سے

تو باہر بھی نذرین دکھائی گئیں
عقیدہ ہوا دہوم اور دہام سے

اوستا میں رسم شورا یا چستی کی

کباب آج ساقی ہو ہر آدمی
جہاں چھے جینے کا کچھ ہوا
بڑی دہوم سے رسم ادا کی ہوئی
ہر اک بات عادت کی ہونے لگی
ہر اک اہل خدمت کو جوڑی ملے
ہو کر یکے سب شاد و سرسوم
گہری رسم کی جبکہ آئی وہاں
لیا گو دین بچے کو ایک نے
چکھائی او سے کہیر پہلے زرا
غریبوں کے بچوں کی بھی ساتھ ساتھ
مزا جب تک نے چکھایا او سے
فرحت ہوئی رسم سے جس گہری

کہ اب شورا یا چستی ہی طفل ہے
چکھانے کا شہ نے تہیہ کیا
رہی رنگ شادی جمانی ہوئی
نمایش مسرت کی ہونے لگی
اور انعام میں زر کے توڑی ملے
مچی ہر طرف شادمانی کی دہوم
ہوئیں جمع سب عورتی بی بیان
چکھائی او سے کہیر او سنیک نے
چکھایا گیا پھر او سے شور با
چکھانے کی رسمیں ہوئیں تھوٹھ
تو پھر دودھ کچھ خوش نہ آیا او سے
ہوئی دہوم نذرانوں کی باہر بڑی

گرہ سال کی بھی پڑی دہوم سے
ہوے باپ مان شکل قمری فدا

بفضل خدا دن جو پور ہوے
وہ گلفام سرور وان جب ہوا

واستان رسم فطام کی

بڑا مانا ہے دودہ اب اوسی طفل کا
کیا شاہ نے قصدرسم پسر
کہ اس رسم کو تم سرانجام دو
اوسی شادمانی کے سامان سے
سب اسباب گویا کہ طیار تھا
دیا خوب انعام ہر فرد کو
کہ تھا بابت شر وہ بہت حق شناس
ہوا گائون کا محل میں ہجوم
ہوا اور دونوں خوشی کا سماں
دیا بچہ کو لاکے دایہ کے پاس
تو ایلوے نے کچھ اور تلخی دکھائی
ہوا صاف گھبرا کے گیدڑ وہ شیر

زرا شیر میمن ملا ساقیا
رضاعت کی مدت گئی جب گذر
کیا حکم بھہ خان مان کو
اوسی اگلی سی شوکت و شان سے
ہتیا ہوا وہ جو درکار تھا
لے جوڑے ہر اک زن و مرد کو
ویداائی کو سب بہاری لباس
چچی دیوڑھی پر خوب نوبت کی دہوم
جہان رسم کی ساعت آئی ومان
گئیں بی بیان ساری بیٹھ آپس
پلانے لگی دودہ جسوقت دالی
لیا شیر سے منہ کو بچہ نے پھیر

ہوئے نذر دینے کو حاضر تمام

ہو اس رسم کا جب و مان اختتام

داستان رسم ختان کی

کہ ہے معرکہ شمع و گلگیر کا
ہوا بادشہ کو ختان کا خیال
مگر بادشہ تھا بہت مستقی
وہی ہو گا میرا خدا جو کرے
وہی دہوم و نام اور نوبت وہی
مسرت سے مملو ہر انسان ہوا
سماں ہوا اس جگہ دلفریب
تھا حاضر وہ مشتاق پیر کہن
ابھی باہر آیا تھا اندر گیا
اوسے لائین سمجھا کے باہر کام
ہوی ہر بشر کو مسرت بڑی
دعائیں لگے دینے خرد و کوان
نصیبوں سے اکیسواں دن ہوا

مجھے ساقیا تیز دار و پلا
بھڑا شاہزادے کو جب چوتھا سال
نہ شاہیون کو گویات پھر اس تھی
کہا دل سے سنت بجالائے
وہی جوڑے انعام عشرت وہی
ضروری جو تیار سامان ہوا
جہان خستہ کا وقت آیا تو یہ
جو حجام لالو تھا اوستاؤں
اوسے دیکھ کر جان جان ڈر گیا
وہ جو پیش خدمت تھیں نادر تمام
ختان سے فراغت ہوئی جس گہری
ہوی بس مسلمان کتون کی دان
وہ گنتے تھے دن سب بفضل خدا

منائی گئیں دہوم سے شادیاں
 رکھے شاد اس سارے گھر کو خدا
 برابر او سے اس کا حق سب ملا
 امید ورجا ہی سے رہتے تھے سب
 اگرچہ غلو سے ہے پر یہ کلام
 کہ اسپر دلیل مبین ہے یہ بات
 کہ تھا وہ مشہور عادل و حق شناس
 شہنشاہ نے دی بہت شاد ہو
 لگے نذر دینے وہ چھوٹے

کیا غسل شہزاد نے جب ومان
 ہوئی رسم گلیوشی کی بھی ادا
 جو حقدار جس چیز کا ہو گیا
 خبر کیا کسے یا س کہتے تھے سب
 نہ تھا شہرین یا س حرام کا نام
 مگر جھوٹ بھی تو نہیں ہے یہ بات
 نہ توڑی ہے حجام کی بھی تو اس
 گلو رس کی جاگیر حجام کو
 ہوئی رسم جب ختم اس دہوم سے

داستان رسم کتب کی

کہ آیا ہے بسم اللہ خوانی کا دور
 کہ حرمت سے ہے پاک لال
 سحر روز کتب کی روشن ہوئی
 بہرے عشرتوں سے زیر آسمان
 دکھائی خوشی نے دی پہر ترنگ

ہو ساقی می ارغوانی کا دور
 یہ وہ می اندبین جو محض
 اسی طرح ہر رسم ہوتی رہی
 ہوا پھر وہی شادیوں کا سماں
 وہی عیش عشرت وہی ال رنگ

وئے شہ نے انعام و خلعت ہی
 کئی بچے مکتب میں بھی ساتھ تھے
 ہوئی رسم مکتب بڑی شان سے
 پس رسم شب میں تھا دربار عام
 اسید قرآن پڑھنے لگا
 ہوا جشن ختم کلام خدا
 کریم سے ہی ابتدا فارسی
 کیا علم تازی سے حاصل فراغ
 زکات سے اسکی بہت شاد تھے
 ہر اک علم انہوں نے پڑایا اسے
 تھا ہر اک قلم میں وہ بیحد خوش قلم
 شجاعت کے جتنے تھے سیکھے وہ فن

وہی بخششیں اور سخاوت وہی
 دعا کو اوٹھے خلق کے ماتھے تھے
 پڑی اس نے اقراء دل اور جان
 دکھانے لگے نذر سب شاد کام
 برس چار میں ختم اس نے کیا
 معلم کو انعام دونا ملا
 اس کے چند عرصے میں تحصیل کی
 معلم کے دل ہو گئے باغ باغ
 کسی شہر اوستا دواوستا تھے
 سراپا بیہ زیور پہنایا اسے
 کہ تھا جوڑ کا خوش نویسنین کم
 دبا اس کے آگے ہر اک فیل تن

داستان رسم نازکی

پلا مجھ کو ساقی شراب طہور
 مجھے ہوش میں رکھ کے دیکھلا تو
 کرے جوش دل میں عبادت کا دہان

ہنوں تاکہ سر سے مری ہو ش وور
 عوض جام و مینا کے ظرف وضو
 کرے سعد مجھ کو سعادت کا دہان

ہووے لب میں کب تلک میں ہوں
 ہووے ہفت سالہ جو وہ نوہ سال
 پڑ ماؤں نمازا اپنے فرزند کو
 عبادت میں پہلے ہے سب نماز
 پھر کیا فرض پہلا اگر چھوٹ جا
 جو ہے دوسرا فرض روزہ پہلا
 نماز اک علامت ہے ہر کام میں
 رہے اس سے ظاہر بدن و لباس
 سکھاتا ہے قرآن ہمو نیاز
 کہ کرتے ہیں ثابت الف لام میم
 مقرر کیا رسم کو ایک دن
 ہے مذہب میں حد اس کے مقصود وقت
 وہی بخش ہے وقت ایک خو
 طے حسب دستور و عادت تمام
 ادا کی گئی رسم و عادت کے ساتھ

کوئی داستان نماز اب لکھوں
 ہوا مستقی بادشہ کو خیال
 دکھاؤں رہ راست دہند کو
 اسی میں ہے خوشنودی بنیا
 نماز کیا جو یہ سلسلہ ٹوٹ جا
 اوسے دہوم سے کر رہے ہیں ادا
 یہی فرق ہے کفر و اسلام میں
 کرے پاس وقت اعزیز اسکا پاس
 کہ پہلے ہی اس میں ہے شکان نماز
 قیام و رکوع و سجود ای سلیم
 جب آیا بڑی چاہ سے نیکن
 عبادت کرے جب اسے سو وقت
 کہ جس وقت ہم سے عبادت نہو
 وہاں سب کو انعام خلعت تمام
 نہایت تحلف کی رعوت کے ساتھ

وضو ب بنانے لگے خوش نصیب
 کہڑے مقتدی چند اور اک امام
 تھے مشغول وہ فرض سلام میں
 بہت شاد و فرحان مالوف تھا
 تکلف سے بزم ضیافت ہوئی
 مشرف ہوئیں نذرین انعام سے

جہان وقت آیا عشا کا قریب
 وضو کر کے پھر صاف بصف تمام
 ہوئے رب کے رتبہ اس کا رہن
 وہ معصوم بھی اوس میں بھرف تھا
 حوائج ختم جس دم عبادت ہوئی
 فراغت ہوئی جبکہ ہر کام سے

داستان رسم صوم کی

کہ دیشس ہے دور ماہ صیام
 کہ اس سال میں رسم ہو روزہ کی
 دئے جوڑے ہر اک کو پیر زنگار
 کہ چوٹا نہیں کوئی محتاج گھر
 غریبوں کو روزے میں نرمی ملی
 ہوئے کتنے بچے ادا فرض سے
 ہوا ماہ وہ پچھلی شب جلو گر
 رہے طلعت مہر چہر فدا

پڑا سا قیاب زمزم کا جام
 لگا گیا رہوان سا جب بھٹھنی
 ہوئی پھر وہی شادیوں کی بہار
 دیا مفلسوں کو پھیلے لہند زر
 خوشی شہر میں اور دونی ہوئی
 شہنشاہ نے کتنوں کے روزے کئے
 ہوئی جبکہ تیار بزم سحر
 بدن بر تھی اک بہاری زرین قبا

چمکتے تھے یہ بند مقیش کے
 پہنایا جو پا جامہ کنخواب کا
 کمر سے بند ہا پٹکا وہ زر نگار
 جواہر نگے تھے یہ سر نیچ بین
 مرصع کا جیغہ چمکتا ہوا
 رہے اس کے موتی کے لمبے کی آب
 ہوا زیب سفرہ شہ تاجدار
 ہوئے ہمنوالہ امیر و وزیر
 تناول سے فارغ ہو جزو کل
 گیا جان جان جب محل پر دان
 ہوئی حسب دستور جب رسم ادا
 بلائیں لگین لینے چٹ چٹ وہ ب
 کہا تیرا بتا رہے کاج کام
 حواجج سے فارغ ہوا پنی تمام
 بلا پاس بیٹھے کو پا نی پلا

کرن کا بھی دم بند جس سے رہے
 نزاکت نے دی نینداو سکی اوڑا
 زمین پر ہوئی آسمانی بہار
 رہیں جو ہری لوت پرچ بین
 غضب حسن کلفی سے دونا ہوا
 ہوئی دیکھ غلطان ثریا کی تاب
 لئے ساتھ فرزند عالی وقار
 ہوئے خوش نہایت صغیر و کبیر
 وہاں نذر دینے لگے جزو کل
 ہوئیں رسم گلپوشی کی شادیان
 دوا دامون نے لیا گہیر آ
 دعائیں لگین لینے چٹ چٹ وہ ب
 اوتارا لباس اور زیور تمام
 بہت جلد وہ شاہ عالی مقام
 پڑنا نیت صوم کہنے لگا

کہ بابا سد مار و اب آرام پاؤ
 ہوا جلوہ گر حسن نورِ سحر
 کہا نیند نے جا کے اب سو رہو
 ہوا دن تو اٹھا وہ خورشید و ش
 کیا اشتہا نے قیامت کا دن
 بھیتاب ہونا تھا سن کا سب
 ہوئی دو پہر جب ہوئی تیز دہو
 ہزاروں ہو صرف سمجھانے میں
 بجا جس گھڑی وان پہر تیسرا
 ہوا وقت افطار کا جب قریب
 ہوئی شام اوس کو مناتے ہو
 کتا اوس کا روزہ تو مہر سا
 بوا یعنی سورج قریب غروب
 چٹایا اوس سے ایک جامہ دہ لال
 کتنا راکناری سے تھا بحساب

نہ پانی پیو اور نہ کچھ چیز کھاؤ
 کہ تھا وہ تو وقت ظہورِ سحر
 گیا وہ قمر و ش چھپ کر گہ میں سو
 پہر ایک ہوتے ہی تھا حال غش
 ہوا اوس کے حصے آفت کا دن
 بھسن اوس کا اوس پر تحمل غضب
 ہوا پیاس سے اور کچھ اوس کا روپ
 ہر اک طرح اوس گل کو بہلانے میں
 جانے لگی رنگ رسم حنا
 ہوا اور بیتاب وہ دل فریب
 عجائب تماشے دکھاتے ہو
 بس آمادہ سجدہ شکر تھا
 کیا اوس کو آراستہ رب نے خوب
 ستاروں کا تھا کام جہر کمال
 جواب اوس کا کیا کہ تھا لا جواب

لٹکا تھا جو در دامن اوس پر تمام
 اوسکے موافق جواب اوسکا تھا
 اور اک پاکیجامہ وہ پہنا دیا
 وہ پٹکا کہ جس پر تھے موتی نثار
 وہ سر پہ جس سے پیٹھ سب کچھ تہا بیچ
 وہ جیفہ کہ جس سے زمرہ کو آب
 جو گون بین موتی کا مالا پڑا
 پہنتے ہی الماس کے نور تن
 وہ انگلی میں ہیرے کی انگشتی
 ہوا راستہ یوں وہ رشک قمر
 پیٹھ پر نور قندیلوں سے باغ تھا
 بہو کا وہ سارا گلستان ہوا
 سلگتے تھے مہتاب ہر رنگ کے
 زمین پر جو چھڑکی گئیں چکیاں
 پڑا تھا یہ فوار و نین دان کے ریز

تہا سب بیش قیمت جواہر کا کام
 وہ جامہ تمام انتخاب اوسکا تھا
 کہ دیکھہ اطلس چرخ نیلا ہوا
 ہوا جس سے نیشان کا دل ناغدار
 تہا ہر سچ تقدیر عاشق کا بیج
 وہ کلفی کہ جس پر ثریا خراب
 تھنا ثابت ثریا کے مالا پڑا
 ہوا رشک ماہ فلک گلبدن
 کہ زہرہ ہوئی دیکھ کر مشتری
 ہوا زیب محفل بھد کہ زفر
 فلک کو بھی جس نے رکاوٹ تھا
 ہر اک سر و سر و چراغان ہوا
 جو مہ دیکھے سورج کی صورت چل
 ستاروں کے منہ پر سورجی فشان
 کہ اگر چمکتے تھے بانی میں تیز

و منکے دکھاتے تھے یہ وہاں تاب
 یہ پانی چمکتا تھا اوس رات میں
 تھے روشن قنادیل یوں تو ہزار
 تھا اک جھار جھین تھے قندیل سو
 لب بام سے لیکے سڑھیوں تلک
 سفید اک بچھی بام پر چاندنی
 روپیے سنہرے ورق سے دمان
 یہ دلچسپ تھے اون پر نقش و نگار
 ہر اک جامکلف تھیں مینرین بچیں
 دہرے اک طرف میوا اور مغزیات
 تکلف تھا سامان افطار میں
 ہر اک حبیبہ قند مکر رہوی
 سہانا سامان دیکھ اوس شام کا
 اذان ہی کے تھے منتظر دمان
 کیا سب نے افطار اوس کے ساتھ

نخل ہو کے روپوش تھا ماہتاب
 ہو آب بقا جیسے ظلمات میں
 مگر طرفہ والاں کی تھی بہار
 بناتی تھی دن رات کو اوسکی وضو
 بچھا یا گیا فرش بنات الگ
 گئی صاف دل سے اوتر چاندنی
 ملمع تھے دیوار و درضو فشان
 کہ نازان رہے صفحہ روزگار
 تہیں اون پر ضرورت کی خیرین رہیں
 بس اک سمت شربت حریر نبات
 مزاتحاد و چند اون کی تکرار میں
 ہر اک کو حلاوت میت سہوی
 موذن نے اللہ اکبر کہا
 اذان ہوئی ہی ٹوٹا قفل دمان
 ہوئیں خالی مینرین وہ سب تہوں تھے

نماز اپنی مغرب کی کر کے ادا	ہوے صرف آب و طعام تقیاً
فراغت ہوئی کہانے پینے سے جب	گہرون کو گئے دیکے نذریں سب
محل میں درآمد جو مہر و ہوا	ہوئیں ساری رسیدیں مان کی ادا

داستانِ فتنہ گزنامہ خضر شاہ جادوگرانِ حسن شاہزادہ جانِ جان
 پر فریفتہ ہو کر جادو کے زور سے اپنے مکائین اٹھا اٹھانا

پلا ساقی اک جام بہر کر زرا	کہ ہوتا ہے خالی گہر اب شاہ کا
نہایت شیرِ جانِ جان تہا حسین	ہوی دہوم او حسن کی ہر کہین
کوئی دختر شاہ جادوگران	ہوی شور بہ سنج کے دل میں طیان
دل و جان سے او سپر ہوئی فدا	فقط سن کے بے دیکھی تھی مبتلا
کیا عشق نے دل میں جباؤں کے گہر	ہوئیں صدمہ بھر سے آنکھیں تر
تصور میں رخ کے کئی دن گئے	کئی رات تھی بیچ میں رات کے
سرا پا جو کرتی تھی اوں کا خیال	سرا پا ہوئی جاتی تھی خود مال
بڑھی رفتہ رفتہ بھکے کچھ بیکی	ہوی ساحرہ کو بہت کہل بلی
کہا زور جادو کا دکھلاؤ نہیں	کسی طرح بس میں اوسے پاؤ نہیں
بھکے ہر موکل کو اوں نے بلا	کہا جانِ جان کو بہان اٹھا

رمان سے گی حساب ارشاد وہ او سے لاکیا او کو پھر شاد وہ

داستان مبتدای غم و الم ہونا مانباپ کا شاہزادہ جان جان
گم ہونے سے

پلا ساقیا بادہ غم گرا

یہاں سے کہوں فتنہ گر فضا

ہوی آپ عاشق تیر پھر کیا کیا

کہوں کیا جو اون سب پہ صد ہوا

کہلی نیند سے آنکھ جو اک کی ان

ہوی دیکھتے ہی بھیرودا دنگ

گیا ہوش او کو جب آیا زرا

جو دیکھا تھا او نے دکھایا او نہیں

کہا جو کی والون نے کیا ہو گیا

کوئی رہ گئی ماتھے کو اپنے کوٹ

کوئی سینہ کو بی سے بیہوش تھی

کوئی میفراری سے بیکل ہوی

کہ اب آگے ماتم کا ہے سامنا

مراد اپنی پانے کیا نامراد

اوٹھا جان جان ہی کو نگوالیا

قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا

نہایت غم اندوز دیکھا سمان

رمیدہ ہے آہود ویدہ پلنگ

دیا سارے سوتون کو رور و جگا

چہر گہٹ کو عنقا بتایا او نہیں

غریبون پہ محشر بپا ہو گیا

کوئی بیٹی روتی ہوی یہ بیٹی ہوٹ

کوئی اشک پی پی کے خاموش تھی

کوئی اشک باری سے بادل ہوی

کوئی درو سے آہ کرتی رہی
 کوئی کہکے ہیہات ملتی تھی ماتھ
 کسی نے کہا مائی کبخت خواب
 کسی نے کہا ناک چوٹی گئی
 کسی نے کہا ہم پر آئی بلا
 کسی نے کہا ہے ستاروں کا پیچہ
 کسی نے کہا قہر ہے مجھ عجب
 کہا ایک بوڑھیانے جو ہو سوسو
 گئی اک دمان دوڑ کر شہ کے پاس
 سنی بادشہ نے جب ایسی خبر
 کہا مان نے ہیہات بخت نگون
 کیا رات کو سب نے رور و سحر
 ہوار و زعید انکو ماتم کار و ز
 تبا جس طرح بس عشرت افزا وہ باغ
 گلستان میں سب خال اوڑانے لگی

کوئی پھوڑ کر سر کو مٹی رہی
 کوئی سر ملا بیٹھی نانو کے ساتھ
 برا ہو ترا شہ کو دون کیا جواب
 کسی نے کہا مائی روٹی گئی
 کسی نے کہا سچہ کہا اے بوا
 کسی نے کہا ہو گئی زلیت سیر
 کسی نے کہا مائے رنج و توب
 کہو شاہ سے جا کے دیوانیو
 ہر اسان ہر اسان ہی کی التماس
 کہا مائے اے میرے نوزیر
 قیامت ہے مجھ پر تجھے کیا کہوں
 ہوا مائے کیا عدمہ این لوگ
 وہ دل شاد نہ ہو سب سے بوز
 ہیہا صرغ سے گلزار باغ
 صبا اپنی وحشت دکھانے لگی

وہ فو آ رہے تھے جو اوجھلے کہے	تو کھا کھا کے غش سر پہل کر پڑے
اوڑانے لگے دھول مرغ ہوا	تہی برگشتہ قسمت نسیم و صبا
دکھاتی تھی رونے کا شبنم اثر	ہر اک انگہہ زر گس کی تھی چشم تر
گلون کی تھی چھاتی بھٹی در دے	ہوی سر و بلبل دم سر دے
سیہ روئی سے کرتی سوسن جبا	نہ سنبل کا تھی کوئی جو گن جبا
یہی شہر میں شور گھر گھر ہوا	کہ شہزادہ گم رات سے ہو گیا

داستان فتنہ گرد ختر شاہ جادو گر ان شہزادہ جان جان
کو اپنے مکان میں لیجا کر رکھنا

پلا سا قیا مجھ کو وہ جام بھر	کہ ہو جائے صندل پے در دوسر
پریشانیوں سے جو تکین پاؤں	تو حال اک غریب الوطن کا سناؤ
و مان سے او سے فتنہ کرنے اوڑا	چہا اپنے اک باغ میں لا رکھا
وہ سر سبز تھا سحر کی آب میں	نہ دیکھے خیال بشر خواب میں
ہر اک چشم زر گس وہ جادو بہری	فدا جس کے غمزوں پہ جان پری
وہ سنبل کی زلفیں کہ جن میں ملے	نبی جان کے دل مبتلا صبح و شام
وہ رخسار گل چہ بلبل کی شکل	ہزاروں فدائی ہوا خواہ وصل

نیا انگٹھ کہلتے ہی دیکھا سمان
 تحیر سے دیکھا اوس ایوان کو
 نہ وہ لوگ اپنے نہ وہ اپنا گھر
 میں سویا کہاں اور جاگا کہاں
 یہ میں خواب میں ہوں کہ بید ہوں
 کیا خوب سا غور یہ بول کر
 دکھائی جو قسمت نے بیگانہ جا
 تہی پہلو میں بیٹھی کوئی خو برو
 کوئی آدمی ہے کہ شیطان ہے
 مجھے کون لایا بتا دے یہاں
 دیا ہنس کے یوں فتنہ گر نے جواب
 سنی حسن کی میں نے صفا کہ ہوں
 اس طرح جب شوق حد بڑھا
 ہوں نبت شہنشاہ جادو گران
 مرے باپ کا سحر کجا و نام

نئی صورتیں اور پرایا مکان
 ہوا سخت حیران وہ آئینہ رو
 الہی یہ ہے ماجرا تازہ تر
 پڑے خاک غفلت پر آیا کہاں
 رہا ہوں کہ سچہ چمہ گرفتار ہوں
 رگڑ ملے آنکھیں نہ راکھوں کر
 تو کروٹ بدل دی یہ کہہ کر کہے
 کہا اوس نے گہرا کہ ہے کون تو
 کوئی دیو ہے یا بنی جان ہے
 مکین کون اسکا یہ کسا مکان
 نہ گہرا ہے مجھ سے سنئے جناب
 ہوا شوق صحبت کا دل میں ہجوم
 موکل کو بھجوا کے منگوا لیا
 مرنا ہے فتنہ گر جان جان
 مرے شہر کا سحر آباد نام

الگ باغ ہے یہ مسر سیر کا
 تو سردار میرا ہے لوندی ہونین
 سنا سحر کا زور دہکا دیا
 ہوا شاہزادہ یہ سنکر طول
 دکھانے کو منہ پر ہنسی دل میں غم
 بہر حال اوس سے وہ بیزار تھا
 کرے کیا وہ ناچار و مجبور کچھ
 ہر اسان تھا وہ سحر کے نام سے
 کہا دل سے ممکن نہیں چھوٹنا
 مراد اسکی سازش ہی میں پائیگا
 جو باقی وہ شب ہی بسر ہوگی
 وہ دن غرہ ماہ شوال تھا
 کہا قلم گرنے کہ اے دلربا
 کہ یہ روز ہے آج کا روز عید
 خوشی عید کی ساحرہ سے بعید

بجا نو ٹھکانا کسی غمیر کا
 یہ گہر دار تیرا ہے تیری ہونین
 دکھا کارخانے وہ پس پاکیا
 بظاہر ہوی اوسکی صحبت قبول
 ہوا ہجر سے باپ مان کے الم
 کہ بی طور بس میں گرفتار تھا
 نہ تھا اگرچہ عشق اوس کا منظور کچھ
 رمانی کی دیکھی نہ اس دام سے
 غضب ہے بڑا اس کا دل توٹنا
 پھر آگے جو ہونا ہے ہو جائیگا
 اسی گفتگو میں سحر ہو گئی
 مسلمان ہر ایک خوش حال تھا
 نہاد ہو کے پوشاک بدلوڑا
 ہو دو فی بہار ریاض امید
 فقط جان جان کج تہی ملنے کی عید

گیا وہ تو مجبور حسام میں
 جدائی سے غمگین تھا مابناپ کی
 فقط او سکی خاطر سے بدلا لباس
 تھا مجبور اصرار سیمین بدن
 کیا فتنہ کرنے بھی پورا سنگار
 او سے لذت عیش رہے لطف غم
 رہے دو گھڑی دونوں آپس میں بل
 کہا فتنہ کرنے کہ اے خوشخصال
 مرا روز دستور ہے جان جان
 وہاں دن کو رہتی ہو شب پہان
 بناوٹ سے کہنے لگا وہ شریہ
 کرو آپ تم خوب آزاد سیر
 گوارا کسی کو یہ ہو گا کہین
 ہے گو سحر کا کارخانہ یہاں
 خبر یہ نہ دشمن کہیں کوئی پائے

نہایا مگر آب آلام میں
 بہلا او میں سدیدہ کہا آپ کی
 بدلتا تھا منہ رنگ جی تھا او داس
 جواہر کا زیور کیا زیب تن
 بتائی او سے بنکے اپنی بہار
 ہر اک حال میں مست اپنے ہم
 شگفتہ ہوا جادو گرئی کا دل
 نہوں تم خفا تو کروں عرض حال
 میں جاتی ہوں مجر کی والدہ کیان
 نہو تیری خاطر پہ بار گران
 مجھے دام میں اپنے کر کے اسیر
 رہے قید میں یان مرا حال غیر
 میں ہر گز اکیسار ہوں گاہنیں
 مگر کرو فن سے بہر ہے جہان
 ہنسا کر مجھے پیر نہ تیرے دلا

کہا ہنسکے یوں فقہہ کرنے کہ این
 نہوں اس تصور سے غمناک تم
 یہ کہکرو مان سے وہ رخصت ہوئی
 ہوا عید کا روزا دوسپر غضب
 الم مائے تہائی کا جوش تھا
 اگر چہ دمان تھے بہت اہل کار
 نہ تھا کچھ نہ سی کیل سے اوس کو کام
 پریشانیوں سے جو تنگ آگیا
 سراپا وہ تصویر افسوس تھا
 کہا اشک آنکھوں میں بہ لکے ہا
 الہی عجب بیچ میں پھنس گیا
 کہاں میر لوگ اور کہاں الدین
 کیا یاد جسوقت مانا پ کو
 پھر رو یا کہ آنکھوں سے چشمے ہے
 بہت غم کے صدمے نے بنجو دیا

یہ گستاخی ساحران اور میں
 رہیں باغ میں اپنے بیباک تم
 اوس آزرده دل پر قیامت ہوئی
 گلے مل گئے درو درج و لقب
 فقط بیکی سے ہم آغوش تھا
 کسی سے مخاطب نہ تھا دل فگار
 مثل ہے کہ جان خوش جہا خوش تمام
 چہر گہٹ میں مغموم جا کر گرا
 رانی سے اپنی جو مایوس تھا
 مقدر نے کیسے مجھے دن دکھایا
 کہ ممکن نہیں ہے مرا چھوٹنا
 ہو کیونکر مجھے غیر کے بس میں چین
 گیا بھول وہ غمزدہ آپ کو
 حباب الم دیدہ دریا رہے
 زرا ہوش میں جب وہ پھر آگیا

کہا اپنے دل سے کہ ای بقیار
 زرا صبر کرنا ہنونا تباہ
 اس طرح حد سے جو غم بڑھ چلے
 کہاں تک ابھی خار غم کھاؤ نہیں
 یہ کہہ کر چہر گہٹ سے وہ گلبدن
 وہ گلر و چین میں جو داخل ہوا
 جو نرگس نے آنکھیں دکھائی اوسے
 دکھانے لگے پہول سینے سے خا
 نظر آئی سنبھل پریشان حال
 گڑے فرط حیرت سے شمشاد تھے
 گرین سر دہر قمر بان جوق جوق
 کہا دیکھ کر یہ چین کی بہار
 زمانہ یہ صبا د مکار ہے
 رہی گو کہ تسکین جان حزمین
 ہوا اور بیکل دل اوس ماہ کا

نہواستقد ر غم سے تو زار زار
 نہ پہونکے کہیں تجھ کو یہ گرم آہ
 تو کیونکر یہ کوہ مصیبت تلے
 تجھی سیر گلشن کی دکھلاؤ نہیں
 چلا ادھکے کے آہستہ سو چین
 تو اور خنجر غم سے گہا ل ہوا
 تو سوسن نے غم کی سنائی او
 کیا بلبلون نے ستم آشکار
 گلے میں بڑے جیسے جو گن بے بال
 گرفتار قید غم آزاد تھے
 نشان اسیری تھا گردن کا طوق
 عجب کار خانے میں پروردگار
 کہ ہر اک بلا میں گرفتار ہے
 الم دل سے اوس گل کے نکلا نہیں
 ہر اک دم وظیفہ رما آہ کا

پریشان پھر آیا اوس یوانین وہ
 بساط جگر پر ہوئی غم کی مات
 گیا بیٹھ مسند پر مل کے ماتہ
 وہ بت دیر تک سرنگون ہی رہا
 پڑا اتنے میں اوسکی آمد کا غل
 گیا غلغلہ اوسکے جب گوش وہ
 بلا کی طرح اوس پہ نازل ہوئی
 جلیسون سے پوچھا کہاں ہے صنم
 جلی آئی سید بادہ اوس کے حضور
 وہاں صحبتوں کا خفا دم رہا
 وہ غم دیدہ بولا بناوٹ سے کچھ
 بھیا آپس میں رمزون کی باتیں ہوئیں
 گہری چار اسین جو گزری وہ شب
 دیا کام والون نے دستبر کچھا
 اوسے نشہ عشق میں سوچی اور

رہا خوش نہ صحن گلستانین وہ
 نہ کی کہنے کو بھی کسی اک سے بات
 ملائے ہو سر کو زانو کے ساتھ
 تماشا ہی ہستی زبون ہی رہا
 خبردار سب ہو گئے جزو کل
 سنبھل ہی گیا خود فراموش وہ
 حویلی میں دل شاد داخل ہوئی
 وہ بولین کہ دیکھہ آئے مسند پر ہم
 کہا ہنسکے اسی میری وجہ سرور
 مجھے تیری تنہائی کا غم رہا
 لب بستہ کھولا بناوٹ سے کچھ
 غرض دلربائی کی گھاتیں ہوئیں
 کیا خاصہ اوس ساحر نے طلب
 انہوں نے ہم بس تساول کیا
 چلے بادہ عیش افزا کا دور

قدح بھر کے بولی کرو نوش جان
 کہا اوس نے اس سے تو رغبت نہیں
 رہا اوس کو ہر چند اصرار ہے
 نہ تھا میل سوے کباب شرب
 جو دیکھا کہ وہ مانتا ہی نہیں
 رکھا اوس نے ساغر اک انداز سے
 کہلا پان اوس گل کو حقا دیا
 جو مانباپ کی تہی جدائی کی جوٹ
 خیال اپنے لوگوں کا کرتا رہا
 طبیعت ہوئی جب کہ بے اختیار
 رکھی ماتہ سے نے یہ بس جی میں
 چلا اوٹھ کے وہ سو آرام گاہ
 چہر گہٹ جو سونیکا خلوت میں تھا
 رہا پاس اندازہ دلبری
 وہ لیتا جو اوس پر لیتی وہ ساتھ

غلط ہو غم دل جو ہے مہربان
 مجھے بادہ نوشی کی عادت نہیں
 کیا شاہزادے نے انکار ہے
 کہ تھا آتش غم سے دل خود کباب
 کہا بار خاطر نہو یہ کہین
 لیا پا ندان کو اوٹھانا ز سے
 غضب آتش غم کو بھر کا دیا
 نکالا دہوان دل کا تھکے کی اوٹ
 دم حب احباب بھر تار رہا
 کہا راز ہوتا ہے اب آشکا
 کہین دکنہ دافع جگر کا نشان
 ہوئی ساتھ ساتھ اسکے وہ رشتہ
 وہ سرگرم عشرت کی صحبت میں تھا
 قبول و سنے کی اوسکی ہمبستری
 دئے ڈال و سنے کی گردنیں ساتھ

کیا خوب سا پیار لے کر بلا
 سو دونوں کے دونوں ہو مست خواہ
 لبہا نا اوسے او سکا منظور تھا
 سرور او سکو دایم تو او سکو توب
 خلش ہی تھی گرچہ نہ تھا فاضل
 کہ یہ گرم جوشی کرے کچھ اثر
 سوا اسکے تدبیر کوئی نہیں
 ہوا وہ جوان چودہویں سال میں

طاہر ہوٹھ سے ہوٹھ او سنے دیا
 آفتاب سے سن کا جو تھا احتساب
 یہی او س کا ہر روز دستور تھا
 غم و عیش باہم رہے روز و شب
 رہی یار کی برہین محروم وصل
 ہمیشہ رہی برہین بھ سوچ کر
 کہین جلد بالغ ہو وہ مہجین
 برس تین گزرے جو اس حال میں

داستان شہزادہ جان جان کے بالغ ہونے کی
 فتنہ گرد ختر شاہ جاو گران کے محل میں

کہ ساقی ہے جوش شب ماہتاب
 مزید اریان میں ملاقات کی
 جگر ہو نحوست کا جگر کباب
 اس اک کام میں دوسرا کام ہو
 جوانوں میں شہزادہ داخل ہوا

چمک جلاے اب جلد جام شرب
 یہ ہے چاندنی چودہویں رات کی
 ملا دے تو یوں ماہتاب آفتاب
 ترانام ہو مجھ کو آرام ہو
 وہ رشک قمر بدر کا مل ہوا

کیا شکر حق کا ہو دل میں شاد
 اگرچہ پیہ تھی آپ خود مہ لقا
 ادا حق رسم بلوغت کیا
 او سے او سے مخفی اور آیا تو تھا
 بس اوس شاہزادے کو نہلا دیا
 نہ آفاق میں نکلے جس کا جواب
 جو پوشاک کی دیکھی غم دور سے
 گریبان کو اپنے بے اختیار
 وہ حسن اور اوس کا پیہ او سپر نگار
 بند ہی راگ کی دہن تو آیا خیال
 کہین تھا تھ پیہ غم کی نوبت نہو
 رہی سوچکر پھر تو خاموش وہ
 سنوارائے سے گلزار کو
 حویلی ہوئی اور آراستہ
 کیا اوس نے اپنا سراپا بناؤ

کہ مدت میں اپنی برائی مراد
 مگر شکل ہالہ تھی او سپر خدا
 دل و جان کو مصروف غمت کیا
 سوا اس رسم کو اوس کی مخفی کیا
 لباس اور زیور وہ پہنا دیا
 کہ ایسا تھا ہر اک عدو لا جواب
 بہری ہے سراپا عجب نور سے
 کیا خلعت مہر نے تار تار
 ہوئی جان و دل سے وہ روشنار
 نہ کہلجائے اپنا پیہ پوشیدہ حال
 سرور نہفتہ کی شہرت نہ ہو
 نہایت تھی سفاک ذہن ہوش وہ
 دکھائی بہار اپنی دلدار کو
 خواصین بنی سرور خواستہ
 بتانے او سے دلربائی کے داؤ

بڑی بے قراری ہو س کے سبب
 نہو سینے میں کیون تمنا کا غل
 جو ہوتا ہے نزدیک وقت وفاق
 کہا دل سے بیکل نہواستقدر
 پکاری اری ہے کوئی آادہر
 جو اوس بدر کا مل نے جلو کیا
 شگفتہ ہوا اوسکا باغ مراد
 وہ مشتاق اوس گل کی بلبل ہوئی
 سر شام آہستہ سروروان
 محل میں ومان سے چلی اوسکے ساتھ
 ہوئے زیب بند وہ دونوں ہم
 جو وہ شایق لذت وصل تھی
 کہلایا اوسے سرخ رو ہو کپان
 فقط اوسنے ناچار دودم لئے
 لباس اور زیور اوسے بار تھا

ہوئی شب کی اوس ناہر کو طلب
 مثل ہے یہہ شہو ہر جزو کل
 بہتر لگتی ہے اور آتش اشتیاق
 زرا سیر کر لے پہر دو پہر
 بچھا کر سیان صحن میں جلد تر
 چہا شرم سے غب میں ہر جا
 ہوئے روشن اوسین چراغ مراد
 عجب صحبت بلبل و گل ہوئی
 خرامان ہوا اوتھ کے سو مکان
 لئے ماتھ میں اوس قموش کا ماتھ
 ہوئی شاد مانی اوسے اوسکو غم
 بہت جلد کھانے سے فارغ ہوئی
 اوٹھا کر دیا حقہ لو میری جان
 بہت نیند تھی اسلئے کم لئے
 خمیدہ وہ شاخ غم دار تھا

اوتارا بدن سے یہ بار گران
 چہر گھٹ میں جا کر وہ لیٹا صنم
 اگرچہ بہرا دل میں کچھ درد تھا
 دیا اوس نے جو بن پر جبٹل ہاتھ
 ہوئی چہر پر یہ وصل کی بانمرا
 لگے لینے آپس میں بوسے وہ دیا
 جو دیکھی یہ کیف شباب شباب
 جو شرم آئی اپنی جگہ پر رکے
 جوانی کا نشہ جو سر پر چڑھا
 مٹائی یہ اوس گل نے اوسکی ہوس
 ہوے پانی پانی وہ دونوں حسین
 یہ دم بند کرتا رہتا سحر
 تھے مشغول وہ رات بہر کام میں
 تہا دہو کے آئے وہ بے باکی نیم
 نیا ایک جوڑا کیا زیب تن

سبکدوش جب ہو گئی اوسکی جان
 ہوئی ساحرہ آکے اوس سے ہم
 نہ سنبھلا کہ آخر تو وہ مرد تھا
 ملا کینچا کر اوس نے لب لبک ساتھ
 اوسے عیش کا لطف دونا ملا
 یہ اوسکے تو وہ اسکے بے اختیار
 چہر گھٹ کے پر دو نکو آیا حجاب
 حیا دیدہ خراگان کی صورت جیکے
 لب جام سے شیشہ جبک کرٹا
 کہ بیتاب ہو کر کہا بس جی بس
 وہ بستہ دل اور یہ کشادہ چین
 نہ لینے دیا اوسکو دم رہا بھر
 گئے صبح دونوں دو حمام میں
 وہ دریتیم اور یہ لعل و ونیم
 وہ جوڑے کا جوڑا تھا شک چین

کہ کیا تاشتمہ بربت تو نیند آگئی : ہر اک آنکھ اک نیند کر رہا ہے

پنکر ہووے نہ یور آراستہ
دل او سپر تو قربان کرتی تہی
عجب شب کے صدمے سے پہنچی گزند
ہو اچہرہ نقی اوڑ گیا او سکارنگ
اودھر شاہزادہ ہی بیتاب تھا
گیا خواب گہ مین وہ پھر مردہ دل
کہ شمعون نے اس کے کیا تھا جو گم
وہ مان تھی کہ آغوش مین ہو گئی
طلاقات سے بی طرح خطا
گیا جانب غرب جب آفتاب
ہوئی باعث کمالی انکی نیند
جہاں ہی بہت اور انگڑائی ان
وہ ناچار اوٹھے گئے خوش ادا
ہوے اپنے منہ ماتہ دھوئے پاک
کچھ اک وقت گزر اچو اس حال میں

بہم سو و قمری تہی نوحاستہ
مگر رات سے اور مرنی تھی وہ
کہ ڈھیلا ہوا تاب سے بند بند
کیا در و پوشیدہ نے او سکونگ
کہ صرف گران بار و پنجواب تھا
بہت نیند تھی سو گیا مضحمل
بنی تھی بھہ اوں آہودیدہ کی دم
بس آغوش مین ہوتے ہی ہو گئی
وہ دن او نکو شب کے برابر ہوا
وہ سوئے ہو دن کے جاگستا
کہ اور ست کر دیتی ہر دن کی نیند
بڑی دیر تک لیتے تھے وہ جوان
حوالہ کو اپنے کیا بس ادا
وہ دونوں طرف ناک اور در دناک
ہوے صرف بعد اپنے اشغال میں

جو دن کو رہیں جملہ آراے خواب
 اون آنکھوں میں کچھ نیند آئی نہیں
 اونہیں ماند گی بھہاوسی شب رہی
 غرض دوسرے دن طبیعت مگر
 سہیلی تھی اک فتنہ گر کی بلا
 شہ جان جان پر تھی دل کشا
 جب آشفقہ اوسکی طبیعت ہوئی
 جو قابو ملا تو کیا عرض حال
 رمانی یہاں سے جو مطلوب ہے
 سہیلی سے اوسنے کہا سوچ کر
 بٹھیکہ بتلائے اے نیک خو
 کہا اوسنے بھہ کیا بڑی بات ہے
 اوہر قابو پایا تو اوس سے ملا
 وہ دونوں رہے ہر طرح گہائیز
 مگر جان جان کو تھا غم رات دن

اونہیں پہلی شب میں کہا آئے خواب
 اوڑا رنگ اپنا جسامی نہیں
 کہ ہر چشم اک چشم کو کب ہی
 رہی حسب معمول شلم و سحر
 قیامت تہا نام اوسکا تھی دریا
 نہ تھا اوسکے آشفقہ دل کو قرار
 قیامت پہ کیسی قیامت ہوئی
 کیا جان جان کبھی دل میں خیال
 تو سازش کروں اس سے بن جو ہے
 پذیرا تری عرض ہے سیمبر
 یہاں سے رمانی کی تدبیر تو
 جو منظور میری ملاقات ہے
 اوہر درنا سفتہ سفتہ ہوا
 رمانی کی پائی نہ دلتا میں
 اس طرح اوسپر گئے سات دن

بٹنگ آکے غم کی حرارت سے وہ
 ہوا بند ہونے سے دم بند ہے
 یہ دیکھو ہے چھٹکی ہوی چاندنی
 چلو آج کوٹھے پہ سوئیٹنگ یار
 کہا ساحرہ نے کہ اے جان من
 کہ زیر سما کوئی سوتا نہیں
 یہ سردی مناسب نہیں قنخوا
 بہت نرمیوں سے منایا او سے
 کہا جان جان کہ مان ٹھیک ہے
 مگر ایک شب میں ضرر کچھ نہیں
 بناوٹ کی باتیں بتاتی ہو تم
 کوئی فائدہ ہے ضرر ہے جو ہے
 میں ہرگز نہ مانو تمھارا کہا
 اگر ساتھ دیتی ہو بس تم بھی او
 مری راحت دل جو منظور ہے

کہا عاشق قہر صورت سے وہ
 خدا کی پس نہ گرمی وہ چند ہے
 بہت خوشنما چودھویں رات کی
 طبیعت پہ گرمی کا بید ہے بار
 سر اسر ہے مانو یہ دیوانہ پن
 کوئی اس طرح عقل کہوتا نہیں
 کہ ہے شبہی چادر ماستاب
 ضرر اور نقصان بتایا او سے
 یہ جو کچھ ہے صاحب بیان ٹھیک ہے
 تمہیں میرے دل کی خبر کچھ نہیں
 میری جان درپردہ کھاتی ہو تم
 تمہیں اس سے کیا ہے مر ہے تو ہے
 کہ بالکل حرارت نے بیکل کیا
 نہیں تو اکیلا میں سوؤنگا جاؤ
 تو کیا چاندنی یاں سے کچھ دور ہے

وہ سکارہ سبھی کہ نازک ہے بات
 کہا خیر چلئے کہیں شرم نہ ہو
 جہاں آپ چاہو گے حاضر ہوں
 فدا جان دل عیش و آرام پر
 یہ کہہ کر کہا لونڈیوں سے کہ جاؤ
 ہم چاندنی میں نہ ہوے جلوہ گر
 ہوا تھنڈی تھنڈی جو تھی سو گئی
 پی سیہ پر بیان جو نکلی تین چار
 گل و شب و نرس و ارغوان
 رخ جان جان پر نظر بڑ گئی
 کہا دل میں رب العلا کی قسم
 خدا کی ہے قدرت نہایت عظیم
 یہ کہہ کر اوتا را و مان اپنا تخت
 جو کی کوٹھے کی چاندنی پر نظر
 کہا ایک نے جی میں آتا ہے یہ

نصیب عدو ہو جدائی کی رات
 مجھے عیش غم کے برابر نہ ہو
 عبث کس لئے بار خاطر ہوں میں
 خوشی سے چلو مہربان بام پر
 پلنگ ایک کوٹھے پر بچھو ایک آؤ
 اوس ایوان کی چاندنی پر گر
 وہ غافل اسیر بلا ہو گئے
 ادھر اتفاقا ہوئی اون کو بار
 یہ تھے نام اون چار بیرون کے
 کلیجوں میں لوک سنان گڑ گئی
 نظر آیا اس حسن کا چہرہ کم
 ہر اک فیض اوس کا ہے کیسا عظیم
 جہاں سوتا تھا وہ مہ خفتہ تخت
 مہ و مالہ تھے جلوہ گر بام پر
 دل افروز کا خاصہ جوڑا ہے یہ

شہ تاج ور کی ہے آنکھوں کا نور
 مینگے یہ دونوں تو خوش ہوسان
 چلو تو کلبجے کو تھنڈا کرین
 اچی بات کیسی بڑی گہات ہے
 جدا کر بھی دیتی ہیں پھر لگتے ہاتھ
 لگاتی ہیں در پردہ ہر وقت آگ
 مزے لوٹتی ہیں عجب صبح شام
 دل فروز کے پاس لا کر رہیں

جو ہے شاہزادی وار السرور
 یہاں سے اسے لیکے جائیں وہاں
 رو و دل کو ملا کر نظر آ کرین
 تعجب ہے مجھ کو یہ کیا بات ہے
 ملائی ہیں بریاں ضرورت کیساتھ
 ضرور آتشی کو ہے خاکی سے لاگ
 تماشا فقط دیکھتی ہیں تمام
 سر دست بے پروا کر رہیں

داستان شہزادہ جان جان کو پر یان، اوڑا کر شاہزادی
 دل افروز کے پاس لیجائنا اور دونوں کو جگانا

کہ یہ موقع خواب وصل آج ہے
 دیا سوتے فتنوں کو گویا جگا
 یکایک کہلی آنکھ جب نیند سے
 پریشان وہ خواب پریشان تھے
 یہ ہشیار ہیں یا کہ سوتے ہیں ہم

پلا ساقی اک جام گلگون ہے
 جگایا جو سوتوں کو بریوں نے آ
 دل افروز اور جان جان اوٹھو
 تو دونوں کے دونوں حیران تھے
 تعجب سے تکتے لگے منہ ہم

عجب خواب ہے یہ عجب ہے خیال
 حیا کی وہ دیوی ہوئی آب آب
 لگی دل پہ نیچی نگاہوں کی چوٹ
 او سے حسن او کا بہت بہا گیا
 یہ تقدیر جب جاگ کر سو گئی
 اوٹھا غش سے مانند بیدار تخت
 او سے اس کا عالم بھی مرغوب تھا
 وہ اسپر یہ او سپر فدا ہو گیا
 ہوا عشق اپس میں او نکو کند
 ہر اک دفر حسن کا فرد تھا
 تیر سے مرآت حیرت کوئی
 تھی برعکس حالت کہ شاد کوئی
 کوئی مست مانند میناے مل
 کوئی شاد تھا سیر ششادین
 عجب او اس گہری کا سماں ہو گیا

تجربین تھے آئینے کے مثال
 غضب کی حیا اور بلا کا حجاب
 ہوا جان جان حسن کے اونکے لوٹ
 نظر بہر کے دیکھا تو غش آگیا
 پسینے کی بو ملنے ہو گئی
 ہوئی حسن کے رعب کی تاب سخت
 کہ یہ بھی حین ایک محبوب تھا
 ملی آنکھ دل مبتلا ہو گیا
 کہ ہر اک تھا ماہ فلک سے دو چند
 قمر بھی جسے دیکھ کر سر دھتا
 تعجب سے تمثال غیرت کوئی
 مقدر کے ماتھوں سے نالان کوئی
 کوئی اشک سے شبہم آلودہ گل
 کوئی شکل قمری تھا فریادین
 نظارے سے دنگ آسمان ہو گیا

بایں کہنہ سالی ندیکہی یہ سیر
 ستاروں کی آنکھیں تخیل میں تیر
 زمانے کی آنکھوں کی دوتیلیاں
 وہ عالم وہ جو بن وہ شرم و حیا
 حیا سے جھکائے ہو سر کوئی
 و مان و صف ہے جان جان کا کیا
 یہاں ہے سراپا دل افروز کا
 بیان حسن کا اوسکے کیا ہو سکے
 سراوس کا تھا سر د فرد جمال
 سنا تھی سر چڑ کے عاشق کو مانگ
 جبین سے عیان اوج تقدیر حسن
 کہوں ابروؤں کو جو شمشیر تیز
 بہوین شاخ آہو ہلال اور کمال
 بہوین اور آنکھیں جو تہین ایک جا
 ہر اک آنکھ اوسکی غزال حرم

نیا جلسہ دیکھا ہوا حال غیر
 کہ اب تک حسین ایسے دیکھے نہیں
 وہ دونوں طرہ دار بانگے جوان
 وہ صورت وہ حیرت وہ ناز و ادا
 تفکر سے حیرت زدہ پہر کوئی
 تولد کی ہے جس جگہ داستان
 اوجا لا ہے شمع الم سوز کا
 زبان سے نہ ہرگز ادا ہو سکے
 نظارے سے بیباق جملہ طال
 دل اپنا ہمیں دیکے واپس مانگ
 خطوط جبین نقش تسخیر حسن
 کرین تیغ و خنجر سے جو ہر گز نہ
 پلک تیر بر چہی کٹاری سنان
 بہم کعبہ و میکہ ہو گیا
 جسے دیکھ آہو کرے دم میں ہم

وہ جاو بھری چشم گل پیر من
 طلسمات کی تیلیو نین ہی شان
 بنا گوش اک صبح تہی عید کی
 رخ صاف تھا صبح امید کی
 جو خوبی کو جوہر لیا سب نے مان
 لب روح افزا کی پوچھو نہ بات
 ہر اک گال بے علت اوسکے تھا گل
 اگر منہ کو اوسکے کتابی کہوں
 گلے اور گردن کی تھی وہ کتاب
 وہ چاہہ زرخندان عفت مآب
 سیانے تھے شانے تھے عصمت بخش
 وہ بازو تھے بازوے شرم و حیا
 کلائی سے اوسکی کل آئی گئی
 وہ پر نور پنجہ تھا اوس ماہ کا
 خط دست بین اوسکے تھا یہ لکھا
 ہر اک ناخن اوسکا ہلال امید
 تھے شاخ نہال کرم بار ماتھ

اگر دیکھ لے ہوش ہو گا بہر
 جو سچہ پوچھے تو تہی پر تو کی جان
 سیر زلف تہی شام امید کی
 کرن زلف شبنم خورشید کی
 ہر اک کان اوسکا تھا خوبی کی کان
 لبالب تھا گویا کہ آب حیات
 نزاکت بین گل سے ہی ٹکر تھا گل
 خطہ روح کو یہی خطا ریحان لکھتوں
 کہ تھی صفحہ ہستی میں لا جواب
 رہے چاہ میں جسکی چاہ آب
 کرے بدن گاہی کو خانہ بدوش
 کسی کو نظر آئے مقدمہ کیا
 خوشی ماتھہ پنچا تو پائی گئی
 کرے پنجہ مہر کو بے ضیا
 کینری کا خط لکھہ چکی ہے حیا
 تھی رویت میں اک بیشعید و مکی عید
 نزون دست حاتم سے دو چار ماتھ

یقین ہے کہ وہ مال اچھا تھا کچھ
 اگر بال سے تھی مشابہ کمر
 سرا پا تھا آئینہ اوسکا بدن
 سناتے تھے یہ صا زانو پکار
 برابر ضیاء برہتین شمع ساق
 میسر نہ تھا اوس کے تلوے کا نور
 تہا رنگ رخ مہر ہر پشت پا
 بھ سب کچھ نہیں وصف پائے لگا
 نہ ایسے کہ ہر ایک کے ماتھے آئے
 کسی طرح کی چال چلتی نہیں
 کرے سکھ جو قدموں کے اوسکے لگے
 اوسی جوتی کا نام ای دل سنا
 نہیں حسن صورت سزاوار ناز
 اگر اچھی سیرت کسی کو ملی
 کہاں خوب صورت کی سیرت بھی چلی

لگا اپنی چہاتی سے رکھا تھا کچھ
 گرہ بال کی نالت تھی سب سے
 بس آگے تھا گویا کہ عکس دہن
 حلب دیکھ پائے تو ہو مقبلا
 تہین گوشت لیکن تہین طلعت میں طاق
 ترستی تھی اس حسن کو جان حور
 کرن کی تھی بنی ہر انگشت پا
 ابھی اس سے بڑھ کر ہے یہ بات یار
 کوئی سر بھی جوڑے کہاں او کو پا
 کسی کی یہاں دال نکلتی نہیں
 نہ وہ دکھ جو قدموں کے اوس کے لگے
 زمانے میں آرام پائی ہوا
 کہ سب اس سے مین چار دن سرفراز
 تو قسمت سے دولت کسی کو ملی
 نصیبوں سے ملتی ہے دولت بھی خوب

یہ دونوں بہم ہو یہ نادر ہے بات
 کہ دونوں کا ملنا کچھ آسان نہیں
 کہ ہر ایک جا پر بہم ہو سکے
 حسین حیا دار ملت انہیں
 ملے ایسا جب یار کیا چاہئے
 جو ہو فضل دنیا ملے اور دین
 ملا ایسا یا طرح دار بھی
 کہ تمنا شہزادہ بڑا خوش نصیب
 ملی شاہزادی حیا دار بھی
 اگر دے خدا ایسا دلدار دے
 لباس اور زیور بہت بے بہا
 بدن پر تھی اک ریشمی پیشواز
 اوسی جوڑ کی اور ہنی کم تھی وہ
 وہ شہزادی بالکل جو تھی مست خواب
 جو تھی اور ہنی ایک باریک تر

عنایت دولت کوئی ایسی ذات
 جمال و حجاب ایسا سامان نہیں
 اگر ہو سکے بھی تو کم ہو سکے
 جوان وفادار ملت انہیں
 کہ بندے پہ فضل خدا چاہئے
 ملے آن میں آسمان وزمین
 کرم گار بھی اور ستم گار بھی
 ملی اوسکو دولت نہایت عجیب
 طرہ دار بھی اور وفادار بھی
 نہ بے باک و سفاک و عیادے
 وہاں جسم پر اتفاقا رما
 نظارے سے مجروح ہو سر فراز
 کہ زخمی کلجے کو مرہم تھی وہ
 سودہ کہا رہی تھی یہ کچھ پیچ تاب
 پڑی تھی وہ سینے سے اوسکے او تر

اوہراور ہنسی تھی جو ڈھکی ہوئی
 کٹوری تھی سونے کی جھلکی ہوئی
 جو انگلیاں گلابی بنارس کی تھی
 وہ کرتی تھی جالی کی بوٹہ دار
 تھا پا جامہ اک لال گلزار کا
 والے فروز خود تھی سپہر چال
 وہی چاند سورج تھے شمس و قمر
 پریشان کی زلفیں پریشان ہوئیں
 جو کانوں میں بیکل کی تھیں مچلیاں
 وہ حلقے کہ فوراً اوڑے جن ہوش
 بہارین کرن پہول کی طرف تر
 چمکتے تھے بالے جو الماس کے
 وہ مالا وہ چنپا کلی ست لڑا
 زمرہ کے بازو پہ وہ بازو بند
 چمک کر پہرے ڈنڈ پر نور تن

طبیعت اوہ ہر اسکی ہلکی ہوئی
 مئے نوجوانی سے چمکی ہوئی
 کلی اوسین پہولی سدا رس کی تھی
 اگر قمار سونے کی چڑیا تھی یار
 گلستان تھا گلہائے بنجار کا
 اوسی حسن کا تھا یہ ادنی کمال
 ادھین کا اوجالا تھا شام و سحر
 تو بجلی کو بادل کا دامان ہوئیں
 وہ ماہی تھیں بے آب گویا دامان
 ہوا حسن خود جن کا حلقہ بگوش
 پڑے عکس رنگین رخسار پہر
 بناوت میں تھے دونوں اک لٹکے
 گلے پڑ گئے جب تو جوہر کہلا
 ضیاء جن کی شمس و قمر سے دو چند
 تھے بازو کی مچلی پہ طلعت فگن

ترستی تھی مجھ سلی اوسی حالین
 کلانی یہ پہونچا تھا پہونچی کا ماتھ
 چڑھایا تھا ٹیکے کو اوسے جو سر
 پڑی تھیں جو پاؤں میں پازیب نو
 ہر اک ماتھ اور پاؤں کی انگلیاں
 فقط کنگھی سے کی کیا شان تھی
 عجب لطف ہے سادگی میں ہر
 تھا اک باغ شاہی بڑی سیر کا
 اوسے لوگ کہتے تھے تھریچ باغ
 وہ آئی جو تھی سیر کے واسطے
 اسی وجہ سے تھی بنی بن کے وہ
 ومان جان جان کو پرزاد لائیں
 جہاں چلی رنگ تاثیر فکر
 تامل سے کہنے لگا جان جان
 تعجب کا کیونکر نہ یہ مقام

کرے کیا پھنسی کرتی سے جالین
 مدد کو لگا رکھا کنگن کو ساتھ
 کسی نے نظر سے گرایا نہ پھر
 کہا سر فرازی سدا زیب دو
 مرصع کے چٹوٹ سے تین ضو نشان
 وہ خاکی پریزاد کی جان تھی
 بناوٹ میں ہوتا ہے کب بھڑکا
 نہ تھا وان اجارا کسی غیر کا
 لگایا دل فروز کے دل کو داغ
 برا وقت تھا سیر کے واسطے
 ہنیں تو نہ رہتی یہ بن نہیں کہ وہ
 بنی جان ہو کر بلابن کے آئین
 وہ دونوں کے دونوں تھے تصویر نکال
 ابھی میں کہاں تھا اور آیا کہاں
 نظر آ رہا ہے جدا گانہ بام

پری آفتاب لب بام ہے
 یقین ہو گیا جب پرایا ہے گہر
 خدا کے لئے اب زبان کہو لئے
 میں سایا تہسار جو تم ہو پری
 دل فروز نے بھی برا خدا
 میں کیا جانتی مجھ کو معلوم کیا
 بڑی ویر سے خود میں حیران ہوں
 کہ ہے یہ بلا کس کی لائی ہوئی
 کہان میں کہان تم مگر کیا کہوں
 یہ کہہ لیا میان سے نیچا
 جو دیکھا یہ شہزادے نے ماجرا
 ہوئی شاہزادے کی ترکی تمام
 وہ آخر تو تھا نام کا نیچا
 لیا نیچہ ماتھے سے چہین ادھر
 کہا کچھ نہیں جیانی کی بات

قیامت کا بالکل سر انجام ہے
 بت بے وہن سے کہا اک نظر
 خموشی غضب کی ہے کچھ بولے
 اگر زہرہ وشس ہو تو ہوں شتری
 جھکائے ہوئے سر ادا کہا
 عجب حیرت انگیز ہے ماجرا
 پریشان ہوں اور پشیمان ہوں
 مری خواہ گہ تنگ رسائی ہوئی
 ہے بہتر گلا کاٹ اپنا مرون
 کہ فیصل ہوشربیا جیکے کیا
 ہوا ڈر کے مارے بہت گہا برا
 بت تند خو کا ہوا دل سے رلم
 ملاقات کا لطف ادھر وارما
 رکھا پاؤں پر سر اور ہر جگہ تر
 کہ اک ناگہانی ہے یہ واردات

کہا شاہزادی نے ہٹ کر زرا
 کہا شاہزادے نے تب ہٹ کیوں
 یہ کس ظلم کی کس غضب کی ہر بات
 بشر ہے مگر اشرف الکائنات
 زبان مبارک سے تم نے کہا
 جفا بھی اگر ہے تمہاری تو ہے
 کرو قتل بھی مانتے سے تم اگر
 بگڑ کر دل فروز نے کس دیا
 کسے آپ کہتے ہو پیاری بہان
 زبان کو سنبھالو نہ بولے لگام
 زرا ہوش میں آکے منہ کہولے
 ابھی پہانسی چوٹی کی یلونگی میں
 سنا بال کی جبکہ پہانسی کانام
 کہا جان جان دل فروز سے
 کہ مذہب میں ہے خود کشی خود حریم

لگانا نہیں مانتے بہر خدا
 مجھے جانتی ہو بلا آپ کیوں
 کہ انسان بھی ہے بلا نیکذات
 بلا ہے تو اشرف بلا ہے یہ ذات
 بلا ہوں ہی تو ہوں مبارک بلا
 کہ پیاری گی ہر بات پیاری ہے
 گلا تلک نہیں خون بہا ہے کہ ہر
 تمہاری بہہ بک بک ہے پیغایا
 کہو ہوتے سوتے کو اپنے وہان
 سلام آپ کو۔ و رہی سے سلام
 نہ یوں حار و یا بس سخن بولے
 کہ اس ظلم سے جان دید و نگین
 کہڑے بال اوسکے بدن کے تمام
 بڑی عاجزی سے بڑی سوز سے
 خدا کی قسم تم نہ لین اسکانام

عجب جان پر ظلم کرتی ہو کیوں
 سخن تو نہیں جارویا بس کوئی
 شبہ باج و رباب میں جان جان
 ہوں شہزادہ پر تم سے ڈرتا ہوں
 نہو بار خاطر تو فرمائے
 کہو نام نامی ہے کیا آپ کا
 سنا شاہزادی کج بہ بیان
 جو بے بدگی اتفاقی ہو
 اگرچہ یہ اک مرد بیگانہ ہے
 حجاب اس کو منہ زور بچا ہوا
 شہ تاج و رشاہ و ارالہ سرور
 یہ باتیں جو پر یون کے چپکے سنی
 کہ نا قی اسے ہم تو لائے بہان
 اس اثنائیں وقت سحر ہو گیا
 اونہیں پڑہ کے منتر سلائے بہم

مجھے مارے آپ مرقی ہو کیوں
 غضب گر میان ہیں نقط آپ کی
 مرا شہر ہے شہر وار الامان
 بڑے عجز سے عرض کرتا ہوں
 یہ ہے کونسا شہر بتلائے
 اور اسہم گرامی ہے کیا آپ کا
 کیا دل میں شکر خداوند جان
 میں ہمسے اپنے ملائی ہو
 مگر جو رشاہی کا شانہ ہے
 عرق آگیا جسم میں اور کہا
 دل افروز ہوں اسکی نگہوں کا نور
 نہایت پشیمانی اون کو ہو
 ہوا ایک برعکس و برہم سماں
 کہ پر یون کا چین سفر ہو گیا
 اوٹھا کر اسے لائے سو ضم

جہان سے اوڑایا وٹان چھوڑ کر | بریزا داوڑ کر گئے اپنے گھر

داستان جان جان کو پر یان دل افروز کے پاس سے
واپس لانے کی اور جان جان کے خواب دیکھنے کی

<p>کلاہی میں سبزی ہو ساقی شتاب اگر خواب بولوں تو مسعود بول مگر سود مطلب ریا سے نہیں ضرر یان ضرر بخش بالکل نہ ہو اوسے لاکے پر یونے چھوڑا شتاب جو بیداری میں دل کے اندر رہے ہو واجب وہ عاشق تو دل میں ٹھنی بہانہ کوئی فتنہ گر سے کروں مگر ڈر سے اوس پاک دامن کے وہ مدادہ مصمم تھا اس بات کا اسی سوچ میں نیند آئی تو تھی مگر حال اوس کا پریشان تھا</p>	<p>کہ ہے زکس چشم مشتاق خواب زیان بھی جو ہوا اوس کو تو سب بول کہ ہے نفع ضد ضرر بالیقین شکوہ شگفتہ نیا گل نہ ہو دکھانے لگا بخت خوابیدہ خواب نظارہ وہی خواب میں کر رہے کہ صورت ہے اوسکی عجب موہنی بہر حیلہ میں پاس اوسکے رہوں رنا صاف چین چین بنکے وہ مگر وقت قابو کا تکتا رہا لگی انگہ تو خواب دیکھا وہی سو خواب پریشان بھی ہوئے لگا</p>
---	--

نظر آیا اک اوس کو دیو میب
 اوٹھا اوس کو اک کوہ پر لے گیا
 اکیلا ہوا چاہ میں بند جب
 بہت شور و فریاد کرتا رہا
 وہ ہر چند بانہو و شور تھا
 پکارا عزیزوں کو لے لے کے نام
 رانی کو بس جب نہ آیا کوئی
 اس اثنا میں بیدار جب ہو گیا
 تو دیکھا نہ وہ دیو ہے اور نہ چاہ
 رناعرصے تک باپ میں ہوش
 جب آیا اوسے ہوش تو تھا لول
 تفکر لقمہ نفسا ول میں تھا
 پہر دو پہر میں عجب سیر کی
 وہی صورت اوسکی نظر میں کہی
 رخ فتنہ گر پر نظر جب پڑی

تہا میت بس دم بخود وہ غریب
 و مان سے اوسے بہیک چہرین دیا
 عزیزاؤں کے تھے در و در بچ و لقب
 اندھیرے گڑھے میں وہ مرنارہا
 یہ اندھیر تھا زندہ در گور تھا
 مگر وہ رہا چاہ میں تشنہ کام
 تو جان اوسکی جینے سے مایوس ہی
 وہ غفلت سے ہشیار جب ہو گیا
 نہ وہ تیرگی اور نہ اپنی وہ آہ
 پڑا تھا بچھونے پہ خاموش وہ
 نہ تھا جز تاسف اوسے کچھ دل
 تصور تخیل تو کل میں تھا
 بہار میں یہ اپنی ہی یاغیر کی
 وہی باتیں کائنات میں بہر کہی تھی
 تنفر کی برچی جگر میں گڑی

کہ دن میں نصیب کا اندھیر تھا
 کہ من مانے جینے سے اپنے تہا میر
 تہا من ڈالے اندھیر میں دم چرا
 یہ عالم نظر سے کچھ اک گر گیا
 نہ نقش قدم کی روش چل سکا
 او دہر بخت خفتہ کا فتنہ اوٹھا
 بدن صورت بید تہرا گیا
 او دہر خود بخود منہ اوٹھ گیا
 او دہر حسن کے رعب کی تاب نہ لیا
 او دہر فتنہ چشم نہ نظر
 شب وصل او دہر کی اولت پیر گیا
 او دہر غفلت ہوشیاری نہ
 وہ اس طرح تعبیر دینے لگا
 جنہیں کہتے ہیں عشق خانہ خراب
 وہ تاریک چہ ہے یہ ایام فصل

ستاروں کا اوس کے فقط پیر تھا
 تو لا کے صحر کا ایسا تہا شیر
 تصور میں زلفوں کے کاٹوں کے مانے
 وہ جو بن نظر میں جان پیر گیا
 نہ آنسو کے مانند گر کر اوٹھا
 او دہر اسکے دل کا تہا یہ ماجرا
 اوٹھی فتنہ گر تو یہ گہرا گیا
 او دہر عشق اثر دل میں کرنے لگا
 پریشان او دہر صورت خوابی ہی
 او دہر فتنہ گر کا نگاہوں میں ڈر
 او دہر صبح فرقت کی اندھیر میں
 او دہر خامشی بقیہ راری نا
 خیال آیا پیر او سکوجب خواب
 وہ دیوہیب آہیں وہ جناب
 وہ کوہ بلند اپنی معراج وصل

او دھر سوچ مین تھا وہ سکتہ کچھ اور
 نظر فتنہ گر کی پڑی او سپہ جب
 بلا مین کئی بار لہیکر کہا
 نقدق مین صدق مین قربان بول
 اگر دشمنوں کا ہے بے خط مزاج
 اگر یاد آئی ہے مان باپ کی
 او نہیں زور جاوے دیکھاؤنگی
 اگر چاہے کوئی سیر و شکا
 یہ سستے ہی شہزادہ رونے لگا
 گلے سے لگایا لبہا یا بہت
 کہا کس لئے آج گریان ہو تم
 کہا اس لئے ہے یہ حال خراب
 سہنا یا او سے خواب کا حال سب
 وہ دیو مہیب اور وہ گوہ و چاہ
 کہا اوس نے دیکھو تلی او سے
 او دھر فتنہ گر کو تھا آئینہ طور
 قیافے سے سمجھی وہ احوال سب
 پریشان کوئی خوب دیکھا ہو کیا
 ہے کیا حال دل کا مریجان بول
 کروں گی مین فی الفور لو سکا علاج
 کروں اس طرح بھی خوشی آپ کی
 ابھی نہنے دل کو مین سمجھاؤنگی
 کرو آج ہی حسب دلخواہ یار
 منہ آنکھوں کے پانی سے دھو لگا
 سرشک او سکے پوچھے منایا بہت
 پریشان ہجیران ہر اسان ہونم
 کہ دیکھا ہے آج اک پریشان خواہ
 جو دیکھا تھا اوس نے پریشان سب
 وہ تنہائی وہ تیرگی شور و آہ
 نہ غم کہا ہے اور نہ گہیرائے

او دھر سوچ مین تھا وہ سکتہ کچھ اور
 نظر فتنہ گر کی پڑی او سپہ جب
 بلا مین کئی بار لہیکر کہا
 نقدق مین صدق مین قربان بول
 اگر دشمنوں کا ہے بے خط مزاج
 اگر یاد آئی ہے مان باپ کی
 او نہیں زور جاوے دیکھاؤنگی
 اگر چاہے کوئی سیر و شکا
 یہ سستے ہی شہزادہ رونے لگا
 گلے سے لگایا لبہا یا بہت
 کہا کس لئے آج گریان ہو تم
 کہا اس لئے ہے یہ حال خراب
 سہنا یا او سے خواب کا حال سب
 وہ دیو مہیب اور وہ گوہ و چاہ
 کہا اوس نے دیکھو تلی او سے

یہم ہر چند خواب پریشان ہے
 مگر اسکی تعبیر ہے نیک مان
 وہ دیو مہیب اپنا اقبال ہے
 وہ چاہ سید ہے جوانی کی رات
 ولا سادیا اوس نے ہر طور سے
 زرا ویر دل میں تامل کے بعد
 کہا جان جان نے عجب ناز سے
 کچھ آگے بھی تم سے یہ بولا تھا میں
 کہ جاتے ہو تم اپنے والد کے پاس
 اوڑھے مجھے کوئی یاں سے اگر
 تمہارے سبب چوٹا مانبا ہے
 غور فسون سے یہ تم نے کہا
 میں اس وقت شکر یہ چپ ہورنا
 مگر اب یہ باتیں سنوں گائیں
 کہ فتنہ کرنے کے اسی جان جان

خدا فضل سے اپنے بہتر کرے
 نہ ہو تم ہر سان پریشان طیان
 وہ کوئی بلند اوج خوش حال ہے
 وہ تنہائی ہے صاف خلوت کی بات
 نہ نکلا مگر غم سزدہ غور سے
 کچھ اک عارفانہ تجاہل کے بعد
 عجب دلفریبی کے انداز سے
 مراراز سربستہ کہولا تھا میں
 میں رہتا ہوں دن بہر اکیلا اوس
 نہ ہو تمکو میری سرسبز خیر
 میں اب چوٹوں تم سے ہی کیا ہے
 یہ گستاخی مقدور کس کا بہلا
 کہ طالب سے جہگڑا مناسب تھا
 مجھے ہول ہوتا ہے اسی ناز میں
 اگر یوں ہی صاحب تمہیں ہو گماں

گمان گو بیہ فی الاصل مجہول ہے
 میں اک نقش دیتی ہوں لوسیمبر
 جدا دسکو ہرگز نہ کرنا کبھی
 رہے جب کریگا نہ جادو اثر
 مجھ مجموعہ جملہ تاثیر ہے
 اوڑے اس کا حامل ہوا چرے
 چلے جائے جی چاہے جس وہیں
 یہ تہوڑے سے اوصاف میں نے کہے
 وہ لیکر بہت جان جان خوش ہوا
 کیا مشورہ دل سے اپنے زرا
 اگر اس سے سازش کرے خوب ہے
 زبیں بھی یہی تہی ایک تاثیر نقش
 کہا فتنہ گر سے زبان دیجئے
 کہا فتنہ گر نے یہ کہا کرسم
 کہا جان جان کہ وہ احوال شب

مگر وہم خلاق محمول ہے
 گلے میں رکھو یا رکھو ڈنڈ پر
 نہوا سین غفلت نہ ڈرنا کبھی
 کرے بات حامل سے ہر جانور
 کہ بیہ نقش تدبیر و تقدیر ہے
 چلے آب آتش یہ جب پا دہرے
 بنے چاؤن بیٹھے اگر دہوپ میں
 بہت ہیں ابھی وقت پر دیکھئے
 تہ دل سے شکر یہ لایا بجا
 ڈرا سحر کے زور سے اور کہا
 جو مطلوب معشوق محبوب ہے
 ہوی آزمائش میں تسخیر نقش
 کہوں جو او سے مان تم لیجئے
 کہ جو کچھ کہو گے وہ مانینگے ہم
 دل فروز کی وہ ملاقات سب

ہو احوال دل کہکے یوں زار زار
 عجب اوس نے جادو پہ جادو کیا
 جو ہوتا ہے کچھ تذکرہ سوت کا
 مگر اوس کے رونے سے دل تبا جو نرم
 زبان کا ادھر پاس الفت او دہر
 کہا یہ طلب مجھ کو مطلوب ہے
 کرونگی میں انداد اس میں ضرور
 کہا جان جان نے قسم کہکے یار
 مری زندگی جب تگ لیجان ہے
 اگر جان بھی نذر جانان کروں
 اگر کہکے میں ماتھ پر ماروں ماتھ
 ہوا ایسا آپس میں اقرار جب
 اوس سے دیکے چاندی کی انگشتی
 پڑے وقت تو اسکو دکھلاؤ آگ
 اوسی وقت موجود ہو جاؤنگی

کیا ستے والے کا سینہ نگار
 عجب اوسکو قابو میں قابو ملا
 وہ ہے ذکر عورات کو موت کا
 ہوئی وہ خوش اطوار مطلق نہ گرم
 رہی بات پرستقل فتنہ گرم
 نہون منخرت مجھ سے تو خوب ہے
 نہیں شانزدہی دل افزور دور
 کہ ہرگز نہون تجھ سے بیگانہ وار
 دل زار مسنون احسان ہے
 نہ پر بھی ادا شکر احسانوں
 رہے بات یہ جان شیریں کچھ ساتھ
 شگفتہ ہوئی خاطر غنچ لب
 کہا زہر و شش نے کہ ای مشتری
 تمہارے ہونزدیک یہ میری آگ
 ضرر کیلئے سود ہو جاؤنگی

بفضل خدا میں کروں گی مدد
 کب جستہ در چاہئے کرو فر
 ہا جان جان نے کہ اے دلیرا
 کہ اس عشق کی راہ وہ راہ ہے
 جہان نالہ و آہ کی فوج ہے
 جہان داغ سودا ہے تاج شہی
 جہان بیکسی میں ہے صحبت کا لطف
 جہان شور و افغان تفتن مدام
 نہیں عاشقوں کو کسی جا قرار
 درم نامے داغ ہوں دام ہے
 غم و غصہ کہا کہا کے جیتے میں سب
 سفر ایسی منزل کا درپیش ہے
 خوشی ہے خوشی ہے اجازت جو ہو
 لپٹ کر گلے فتنہ گر کے کہا
 کہا فتنہ گرنے پہ روتی ہوئی

بلاؤں کو کر دو نگی فی الفور
 سفر کیجئے لیکے اے خوش سیر
 نہیں عشق میں شان شوکت روا
 برابر جہان مفلس شاہ ہے
 جہان خاکساری فقط اوج ہے
 جہان تن کی عسریانی خلعت ہی
 جہان بیکلی میں ہے راحت کا لطف
 جہان اشکباری خوشی صبح شام
 ہے خانہ بدوشی فقط گہر دار
 یہی سکھ رائج عام ہے
 عوض پانی کے اشک پیئے میں سب
 بناوٹ جہان نوش میں نش ہے
 عنایت یہی بس مجھے کچھ نہ دو
 خدا حافظ و ناظر ایبت ترا
 شکیب اور صبر اپنا ہوتی ہوئی

مسافر ہے جیسا ہوا یا سا مقیم صبح اور سالم تو پہنچے شتاب گیا وہ تو آنسوں سے تہے گال تر بلائین تصور میں لینے لگی ہوی زار زار اور بھی بقیہ راز	دہکائے ترا منہ خدائے کریم سفر ہو مبارک تجھے کامیاب چہرے لگی آب آئینے پر وعائین بہت اوسکو دینے لگی کہ تھی دل سے اوسکی یہ شدید راز
---	--

واستان شہزادی دل فروز کے خواب سے بیدار ہو کر تیر
ہونے اور رفتہ رفتہ اثر عشق شہزادہ جان جان کے ظاہر ہونے کی

وہ پیانہ دے سانی گلبدن کہ قفل کے سنتر ہی ہو فاش راز کہوں شرم کے پتلے کی واردات ہوی جب ول افروز بیدار خواب جو آنکھوں سے دیکھا وہ خواب تھا بچھوٹے پہ دیکھا جو کچھ دہیان سے ہوا اوسکو سارا یقین ٹکنہ تھا وہ کیوں اس نقیدین آیا گیا	ہو جس سے دل زہد پیمان شکن عیان ہونہاں ہے جو راز و نیاز دہی یعنی اک شب کی غلوت کی بات عجوبہ نظر آیا یہ انقلاب خیال اوسکو آیا عجیب خواب تھا تہا نکلا ہوا نیچے مہیاں سے نہو خواب بیداری کا ماجرا کہ دیکھے مجھے مائے آیا گیا
--	---

عجب دل پہ غصہ عجب بار تھا
 ہوی پہر تو محو تماشے یار
 تصویر میں بیرون ہی تکتی تھی کچھ
 ہوی دل کے اندر ہی اندر دل
 تھا اوس بدر کامل کو ایسا ملال
 نقظار لب آہ کرتی تھی وہ
 لحاظ اور غیرت سے وہ تنگ تھی
 خرد کہتی تھی عشق ہے وہ بلا
 کیونکہ نہیں عشرت اس لاج میں
 رعیت کا سب پیشہ فریاد ہے
 کہیں شور غوغا کہیں آہ غل
 خورد خواب کا حال ہے طر فتر
 گر موج کی طرح کہا چ و تاب
 لباس اونکا مانند نخل تار تار
 جو ہوا اس کا آسیب دیوانہ ہو

سمجھ کر رہی جب کہ ہزار تھا
 نظر میں شگفتہ ہوا لالہ زار
 مگر شرم سے کہہ نہ سکتی تھی کچھ
 ہوا کچھ نہ جز یا س حرام حصول
 گہنی اپنے میں آپ مثل ہلال
 مگر منہ سے کہنے کو ڈرتی تھی وہ
 بڑی عقل میں عشق میں جنگ تھی
 جہان آیا تاراج کر ہی رہا
 جراحت ہے بس راحت اس لاج میں
 سوا اسکے پہر کچھ اگر یاد ہے
 یہی ہیں ہنر جو کہ آتے ہیں کل
 کوئی شعبہ ہے یہ آٹھون پہر
 لیا وام دریا کے سوتون کے خواب
 یہی جامہ زیبی کی زینت ہزار
 یگانوں سے اپنے وہ بیگانہ ہو

غرض عشق ہے ایک آسیب بد
 کہا عشق نے کیا خرد سے غرض
 خرد جسکو کہتے ہیں بفسد ہے وہ
 خرد سے ہے غوغاے خرد و بزرگ
 خرد کے سبب ہے عذاب عقاب
 یہی باعث جنگ اسباب صلح
 یہی باعث عجب سیما مدام
 اسی سے دماغ آسمان پر ہوا
 یہی جن تو سر سے اورتا نہیں
 یہی تو ہے جسکو بلا کہتے ہیں
 حیا پردہ داری کو آنکھوں میں آئی
 کہا کیوں اکیلی تو گھبرا گئی
 سب اب گوش دل سے ہمارا کہا
 اگر دونوں کے ساتھ ہم دور ہیں
 اب نہیں کچھ نہ دشمن سے پہنچے گزند

اگر لاکھ جہاڑو نہ ہو پیر بھی ارد
 بنیں نیک طینت کو بد سے غرض
 جہان تگ نظر کچھ ضد ہے وہ
 خرد سے ہے فریادی بزاور گرگ
 خرد کے سبب ہر اک بچ و تاب
 اسی سے ہے تعمیر اور خواب صلح
 یہی موجب شان ناحق و دام
 اسی کا تو سایہ جہان پر ہوا
 اس سبب کون ڈرتا نہیں
 اسی کو قیامت سدا کہتے ہیں
 کہ ساتھ آتے آتے اوپر شرم لائی
 مدد کو تری خانہ زاد آگئی
 خرد عشق میں تو بنیں اک بُرا
 تو ہوں چار پہ چار میں جو رہیں
 کبھی فضل حق سے نہ ہونے دے

یقین ہے کہ آرام کا ڈھنگ ہو
 دل فروز نے جب یہ باتیں سنی
 وہ ہر چند آمادہ تہی ضبط پر
 رکاوٹ سے ہوتا ہے دو نالال
 کرے کیا کر سوال کا تھا خطر
 ہوا عشق چہرے سے اوسکے عیان
 ہر اک چشم تر زروح خشک لب
 اوٹھنا پڑا دھتے جو بن کو غم
 خزان بنکے گلشن میں آئی بہار
 چہا یا بہت دل میں داغ اور درد
 شل ہے کہ بس دل کو دل سے ہوا
 تہ جب ہوا دسکے لئے جان جان
 ہے مشہو عالم میں قسیر عشق
 کیا عشق نے اوس کا جب حال یہ
 کہا شاہ بیگم نے تہ شاہ سے
 محبت سے دو کون ہو آشکار

ملین راے جب چارہ نہنگ ہو
 بہت اوسکے دل کو پسند آگئی
 ہوی ضبط سے اور حالت بتر
 مگر جاہٹے دسے زبان کے نکال
 خدائی کا بھی ڈر خدا کا بھی ڈر
 ہوا آشکارا یہ راز تہسان
 دکھانے لگے دل کا رنج و غم
 ادبہر نار کا سینے کا مثل دم
 ریاض جوانی کا ہر گل تھا خار
 حساب عزیزان کی دل ہی ہے فرد
 نکیون ہوتی پھر حالت اوسکی تباہ
 تو اوس کی تباہی بھی لازم ہے مان
 قیامت کی ہوتی ہے تاثیر عشق
 سنا پہلے مان ہی نے احوال یہ
 بہت نالہ و شیون و آہ سے
 کہا کیا قیامت ہوی آشکار

گئے وہ خیرین اپنی بیٹی کے پاس
 تہین ہو عرصہ ضعیفی حسین
 ہن ہم دونوں گویا دو انگہوں کے گہر
 خدا جانے کیا تمکو آزار ہے
 وگرنہ ہے کیا حال دل بولدو
 حیا سے رہی چپ وہ نہوڑا کے سر
 تامل سے آنا کہا کچھ نہیں
 مین کیون نہا سپاسی ہوتی او اس
 مگر باپ مانج جو دیکھا مزاج
 ہوے جبکہ حاضر جب طلب
 کہا تفسد فارورہ کو دیکھ کر
 جو ہو حکم تہذابی سے یہ ہو دور
 طبیوں لگا کیا کیا کے ہی علاج
 تو پیر شاہ کو یہ خیال آیا
 ورنہ جب ارشاد عامل ہی آئے

لگا کر گلے پوچھا کیون ہو او داس
 تمہارا ہی یہ حال ہے کیا کہین
 تہین ایک ہوا نین نور نظر
 شفا دے خدا دل جو بیا ہے
 یہ سہ سہ عقدہ زرا کہو لدو
 نہ کہو لا دہن اپنا مانند سر
 خدا کے تصدق سے کیا کچھ نہیں
 یہی عاجزانہ ہے بس التماس
 طبیوں کو بلوایا بہر علاج
 یہی عرض کرنے لگے سب کے سب
 بجز احرار اور نہیں کچھ مگر
 کہ تیرید ہے اس مرض کو ضرور
 نہ اچھا ہوا اس مرض سے مزاج
 یا نون کو دکھلا دیکھو ذرا
 سخن متفق ہو کے لب پر بہ لائے

کہ شہزادی کو کوئی سایا ہوا
 ہوا حکم شدہ کا تو فی الفیہ سب
 کبھی دم کا پانی بلانے لگے
 نہاؤں بھی ڈالے کوئی پانچ چار
 ہوا فائدہ جب نہ اس کام سے
 زمانے کی عادت یہی کیا کرے
 طبیوں سے پوچھو تو شکوہ بتائیں
 کسی سے کسی کو گلا کچھ نہیں
 وزیروں سے کہنے لگا بادشاہ
 طبیب اور عامل ہی عاجز رہے
 یہہ ہلکے ہو یا اس سے زار زار
 ہلا کر منجم کو رمال کو
 کہا تھے بہتر ہے جو راس ہے
 جب آئے منجم ہی رمال ہی
 جواب شہ تاج کو رکھے لئے

اگر حکم ہو تو گرین رد بلا
 ہوئے مستعد یکے بس نام رب
 کبھی کچھ قتلے جلانے لگے
 اس اثنا میں صدقے اوتار ہزار
 ہوئے وہ ہی محروم انعام سے
 ہر اک اپنے مطلب کو پورا کرے
 سیانوں سے کہئے تو سایا بنائیں
 کہ اس میں کسی کی خطا کچھ نہیں
 کہ ہے شہزادی کی حالت تباہ
 علاج اس مرض کا کچھ کر سکے
 وزیروں کی عرض ای شہریار
 کرین آپ دریافت سب حال کو
 کرین یہہ ہی تدبیر کا صراط
 کیا اوائے دریافت سب حال ہی
 وہ رمال محو تصور ہوئے

اوہر تو عہد پہلے لکھی شکل او دہر
 بیاض اپنی دیکھی جو رمال نے
 نصیب عدد کچھ نہیں ہے مرض
 خدا کے کرم سے شفا ہو ضرور
 منجم نے بھی دیکھ کر کچھ حساب
 پس جمع و تفریق و تقسیم و ضرب
 بہت زائیکے میں جو کی ہم نے غور
 بروج اور ستارہ دیکھے تمام
 کسی بات کا ہے یہہ دل پر مال
 کہا شہ نے دل میں ہے کیا ماجرا
 او نہیں دیکھے انعام شادان کیا
 کوئی باعث رنج ثابت نہیں
 میں دیوانی کی کس سے شادی کروں
 کہ شہزادی کو جو کرے باشعور
 غرض شاہ مایوس تدبیر تھا

تھا بس خیر داخل تو خارج تھا شر
 جماعت کا ہر فرد بولا زہے
 نہو جو ہر طبع ہر گز عرض
 نہیں تو نہ رمال ہم میں حضور
 دیا اس طرح بادشہ کو جواب
 کیا ہم نے نظارہ شرق و غرب
 مرض کا تو پایا نہ طالع میں طور
 کسی میں نہ پایا نجومست کا نام
 جو ہو جائے شادی تو ہوا چال
 الہی یہہ ہے ناگہانی بلا
 تعجب کے ساتھ اپنے دل سے کہا
 نہوں اہل تنجیم کا ذب کہیں
 ہے بہتر کہ ایسی سنا دی کروں
 کروں او سکی شادی میں اس فقر
 تو اقرار ایسا کیا بہرہ ملا

بس ایسا ہی شہزادی کا تہانراج
کسی سے ہوا پھر نہ اوسکا علاج
بہر جو کچھ ہے آئین تدبیر ہے
وہی ہو رہیگا جو تقدیر ہے

داستان شہزادہ جان جان کے تلاش شہزادی دل افروز میں
نکلنے اور آتش پری اوسکو اور ایجا کر ہرن بنانے کی

شراب معیلان پلا سا قبا
سناؤں کچھ اوس شاہزاد کا حال
کہ راہ طلب کا جو آمادہ تھا
ہوا عشق کا جن جو سپر سوار
پرا تھا مگر سایہ بنکر چلا
کیا اوس نے یوں کتنی منزل کو طے
جو مقصد کی منزل نظر میں رہی
اگرچہ وہ اک مرد فرزانہ تھا
ہوا ایک دن اوس کا اوس جاگز
شجر ہو پکے بہ ہو تے نہال
نہ تے نام کو بھی وہاں خوش طیر
نہو خار راہ طلب خار پا
کہ جبکو تھا فرقت کا صد کمال
جو محبوب طینت کا دل دادہ تھا
پیادہ روانہ ہوا سایہ وار
مقدر کے سامان دیکھو زرا
نہ سمجھا زیاں ہے کوئی سودا ہے
بس اوسکی نظر اس سفر میں رہی
مگر دیو الفت سے دیوانہ تھا
تمازت تھی خورشید کی ہند
درخت چنار اون سے تھے پایمال
عجاب تھی قدرت کی سنسان سم

زمین پر رکھے جبکہ دھوکے پاؤں
 زندہ درون میں تھے دیوار سے
 ہر اک جاوہ چاک گریبان ہوا
 زمانے نے دیکھا ہے گو گرم سرد
 کرے کس طرح پہ کوئی وزد ہوا
 سماں آسمان پر یہ تھا مہر کا
 حرارت یہ بے کس کی تھی جان پر
 عجب سیکسی تھی عجب اوسکا صبر
 کف دست میدان گرمی کا زور
 بجز نالہ نالا نہ کوئی ومان
 نہ تھا کوئی چشمہ بغیر سراب
 کوئی تشنہ کیا خاک ماند ہے کمر
 تہا متع و سپر کا تو پانی بھی خشک
 ہر اک سنگ بھی سنگ چٹماقی تھا
 کیا دشت نے کیا ہی جلکرتیاک

سڑتی تھی وہ پاؤں بڑ پر کے چہاؤں
 گزندے گزند و نہیں تھے بار سے
 کہ وحشت زدہ خود بیابان ہوا
 مگر دیکھتے ہی یہ گرمی تھا سرد
 نہ باقی رہے جب مسافر کا روپ
 کہ بے رحم بے درد وہ مہر تھا
 گرے ایسی کجلی تھی انسان پر
 نہ تھا حال پر اوسکے رو کو ابر
 پہراوس پرست پیاس کا زور
 رما شک پی پی کے پیاسا جوان
 نہ تھا جز پینا ومان قطرہ آب
 گلا کاٹ کر اپنا مرنے پر
 خط پانی ہی کیا رو اپنی بھی خشک
 کہ اپنی ہی آتش سے مرنے گیا
 مہا دل آتش عشق سے جل خاک

کرے گرمیان عشق سے لاگ گیا
 وہ عاشق تھا لیکن بشری تھا
 نظرمین جو تھا نقطہ ہجر یار
 خیال آگیا اوس کو اوس نقش کا
 ٹولانہ پایا مگر دُند پر
 نشانی کا چہلا ہی تہلے نشان
 کہا خیر ہوشہر کا ہے ماجرا
 جو کی غور پھر آگیا میان میں
 قسفی ہوئی ہی تاسف کے ساتھ
 مقدر کا لکھا مٹاتا ہے کون
 اود اسی بہنے لگی پیاس سے
 زبان سوکھی لب کو کہے بس گیا
 اس طرح جب بڑھ گئی حد پیاس
 الہی میں عبد گنہ گار ہوں
 کوئی راہ الفت میں یاد نہیں

پڑے آتش عشق سے اگ گیا
 سفرِ حیدر مثال سفر ہی تو تھا
 کیا نقطہ زاید اوس کو شمار
 جو اطاعت سے فتنہ کرنے دیا
 لگا ماتہ ملنے وہ شوریدہ سر
 بس اونگلی کو پاتے ہی خالی جوان
 ہر اک تحفہ یار گم ہو گیا
 کہ رکھ آیا ہونین قلمدان میں
 مقدر نے آخر رکھا خالی ماتھ
 جو بگڑا ہے یہ تو بتاتا ہے کون
 ہوا قافیہ تنگ تہ پیاس سے
 بہت حد سے وہ غنچ لب سہ گیا
 خدا سے یہ رور کو کی التماس
 میں آوارہ دشت ادیا رہوں
 بجز حضرت عشق سے رہ نہیں

نہیں کوئی یار و مجلس و رفیق
 مددگار کوئی نہیں ہے یہاں
 تہ دل سے اوس نے جو کی التجا
 ہوا افضل خلاق دنیا و دین
 ہوئی دفع جب ناگہانی بلا
 کردن کس زبان سے ترا شکر ادا
 تو خلاق و ذوق و سبحان ہے
 بزرگی تجھی کو سزاوار ہے
 دعاے گنہ گار بیخدا
 میں آلودہ عصیان تو اللہ پاک
 سزاوار ہے بے نیازی تجھے
 برابر میں شاہ و گدا تیرے پاس
 ہر اک کا تو حاجت روا ہے خدا
 قضا و قدر کے عجب کام ہیں
 نہیں عقل کو دخل اس جازرا

نہیں غمگسار و انیس و شفیق
 مدد تو ہی کرنا کس بے کسان
 ہوئی مستجاب او سکی اوس دم دعا
 ہوا شاد و خرم وہ زار و خزین
 کہا شکر ہے تیرا بار خدا
 میں ناچیز بندہ تو رب العلا
 تو عفتار و ستار و رحمان ہے
 تو ہر وقت سب کا مددگار ہے
 ہوئی تیری درگاہ میں مستجاب
 تو خلاق خاک اور میں مشت خاک
 سہاٹی ہے بندہ نوازی تجھے
 نہیں ایک کو دو تو نہیں ہی تو پاس
 تیرے پاس کیا فرق شاہ و گدا
 کہ احکام حق کے عید و نام ہیں
 یہاں ونگ ہتے میں فہم و ذکا

ہوا فضل اوس کا تو پہر کیا ہے دیر
 بین قہر و کرم بھجیم و نصیم
 اگر بندہ اوس سے ہوا میدوار
 دعا ہو گئی آن میں مستجاب
 خدا جانے اوس کو تحمل ہوا
 وہ چاہے تو ہو جا گلزارِ آگ
 کہیں ناچے ہیرون بجاتالیاں
 بند ہے ایسی جنگل کی جنگل میں رہن
 خیال آئے پردیس میں دیکھے
 جلا جان جان شکر کرتا ہوا
 گیا وہاں سب آگے دو چار میل
 وہ تالاب اگرچہ تھا تفریحِ زرا
 وہ ہر خند دریا سے تفریح تھا
 مرکبِ نف و ریج کا ہے جو ہم
 سببِ قاتلِ الاصل ہے ریجِ حار

کہ سکین بلی سے عاجز ہوشیر
 ہے قہار و رحمن وہ ربِّ کریم
 وہ مایوس کرتا نہیں زمینار
 ہوا بات کی بات میں کامیاب
 کہ وہ دشتِ آتشِ فشان ہر دتھا
 وہ چاہے تو لگے بیابانِ راگ
 کہیں مان پرسم کی لے جنگلیان
 دہل کر لگے بولنے کان سن
 مزے ایسے لوٹے نہ پھر دیکھے
 دل فروز کا دم ہی بہرتا ہوا
 نظر آئی اک پر فضا و کو جہیل
 مگر اوس سے بے یار بہدق ہوا
 بھدق ہونا اوس کا بہ تشریح تھا
 تپ دق کا باعث ہوا پہر تو بھ
 ہے پہر وہ فالح جو بار و ہوا

یہ اک لفظی جگر اہوا تھا شروع
 نہو کیون وہ دق سیر نام سے
 کہی بھرین ہو جو قابو سے سیر
 خوشی تھی کہ پیا سا تھا پانی ملا
 ہمیشہ سے باہم ہین شادی و غم
 لب چشمہ اک نخل تھا سیب کا
 اگرچہ نہ تھی کھانے پینے کی دہن
 جو یاد آیا سیب زرخندان یار
 کیا ذالیتہ اون کا لذت کے ساتھ
 پیا پانی منہ ماتھ دھو کر زرا
 ہوا ہنڈی ہنڈی تھی نیند اگئی
 تھکا ماندہ تھا وہ کئی روز کا
 ر ساجب ہوئی زلف شب تا کر
 وہ شب تھی شب بارو شن تھا دشت
 پر یزاد نخلی جو تھی گشت کو

قلم پہر ہوا سوے مطلب سوج
 نہیں بھرین رغبت آرام سے
 تو عاشق کا بے یار ہو حال غیر
 الم تھا نہ وہ یار جانی ملا
 ہوئی کچھ خوشی ہی اوسے کچھ الم
 گمان ہی نہ تھا اوس کو سیب کا
 نہ مرنے کی پروا نہ جینے کی دہن
 لئے تو سیب اوس نے دو تین چار
 کئے نوش جان خوب غبت کے ساتھ
 طبیعت کو آرام تھوڑا ہوا
 جو سویا بلا کی گھٹا چھا گئی
 بڑی دیر سوتا ہی سوتا رہا
 فلک نے کمر باند ہی بیدار پر
 فقط نور کا جیت دامن تھا دشت
 گئی پہرتی پہرتی اویسی گشت کو

نظر آیا تالاب پر اک جوان
 جو دیکھا رخ بحر حسن و جمال
 تامل سے اوس کا نظار کیا
 پری ہو گئی دیکھ کر لوٹ پوٹ
 بشر پر پر پوش کا آتے ہی دل
 جو بڑھ بڑھ کے لہرائی لہرائی خوب
 برسے لگا ابرو جوش وفاق
 نظر بہر کے دیکھا تو مایل ہوئی
 ہوا بحر الفت میں جوش و خروش
 ہوئی کشتی صبر بالکل تباہ
 ہوئی غرق گرداب غم آشنا
 پری بنگئی بت لگیں چکیاں
 اگرچہ تہا نام اوس کا آتش پری
 ہوئی شیفہ جبہ سو جان سے
 مکان کو گئی لیکے مہمان مین

اوس سے خفتہ بختی سے سوتا و مان
 ہوا چشموں میں جوش الفت کمال
 محبت نے دل میں گرا رکھا
 طبیعت تھی اوس حسن پر اوسکی لوٹ
 اوتر تخت سے آگئی متصل
 محبت کی دل پر گھٹا چھائی خوب
 ٹپکنے لگا آنکھ سے اشتیاق
 پری تیغ ابرو سے گھمیل ہوئی
 تامل سے طوفان ٹھا بڑھ کے جوش
 گرا بادبان تحمل پناہ
 نہ تھا کوئی غیہ رضا تا خدا
 جنوں میں گئی بہول شب شوخیاں
 مگر آتش عشق میں جل بھی
 پرستان کو لے اوڑی شان سے
 محبت نے اوس کو کیا دل نشین

جو پارہ دری میں جگایا اوسے
 کہلی آنکھ اوسکی تو گہرا گیا
 کہا یا ابھی یہ کیا ہو گیا
 بیابان میں سوتا تھا تالاب پر
 اگرچہ یہ سمجھا وہ خانہ خراب
 کچھ آگے ہی ایسا ہی دھوکا ہوا
 یقین ہو گیا اوسکو بیدار ہوں
 کہا داح سے تہ بیرایسی بتا
 بتائی اوسے دل نے تدبیر یہ
 نہ گہرا تو بندے نہیں صبر کر
 کرے کوئی سازش تو رہ پائیگا
 پسند آئی یہ رانی دل کی اوسے
 اسی کہنے سننے میں تھا وہ بشر
 کہا کیوں کد رہے آئینہ رو
 میں عاشق ہوں ہوجان حشر نہری

تجھ نے ششدر بنا یا اوسے
 شش و پنج تھا غم بہت چھا گیا
 مقدر مرا جاگ کر سو گیا
 یہہ میں دیکھتا ہوں تو ہے غما گہرا
 کہ بیداری ہے یا یہہ کوئی خواب
 اوسے یاد بالکل تھا وہ ماجرا
 نئے دام میں نوگر قمار ہوں
 کہ اس قید تھے یہ قیدی رہا
 کہ ہے واقعی بیچ تقدیر یہ
 طبیعت پورا اپنی زرا جبر کر
 نہیں تو تڑپ کر تو مرجائیگا
 کہا خوب یوں ہی کیا چاہئے
 پری آشکارا ہوئی جلوہ گر
 نہو مثل تصویر حیران تو
 مرا نام ہے یار آتش پری

شب ماہ کی سیر کرتی تھی مین
 نظر جب پڑی تجھ پر اسے مہربان
 ہوئی جان و دل سے جو مایل تری
 اوڑا لائی جب اپنے ایوان مین
 خوشی سے کراوات اپنی بسر
 مری کشتی عشق ہے منجہ مار
 نہ صحبت سے میری کنا را کرو
 تری چاہ مین باولی ہو گئی
 مری چاہ سے منہ جو موڑے زرا
 بھکچھہ دیکھی ہے جان جان دیا گیا
 کہا جان جان کہ اے میری جان
 اوٹھاتے مین معشوق کا ناز سب
 یہ کہ کس منہ سے کہتے ہو طالبِ تم
 حکومت نہیں عاشقی مین روا

خود اپنے ہی سائے سے ڈرتی تھی
 تصدق ہو مین آنکھ کی تیلیاں
 کیا تیغ ابرو نے گہ سایل تری
 کہیں جان آئی مری جان مین
 ہنسی دل لگی ہی مین شام و سحر
 کرو وصل سے اپنے تم بیڑا پار
 اگر خیر چاہو گوارا کرو
 مین سوتا تجھے دیکھ کر کہو گئی
 جھکاؤن کنوین ایسے پہر دیکھنا
 غضب مارے ہیبت کے بس مر گیا
 سنا ہے کہ کہتا ہے سارا جہان
 کہ ہے یہ برعکس دیکھی غضب
 ہے نقطوں سے ثابت کہ غالب ہو تم
 دیکھ گانہ دل اس سے معشوق کا

شعر صنعت منقوٹ مین

غضب من غضب خیرین حسین

اشعار مصدوت منقطع الحروف بين

<p>دل زار و زاری رخ نرود آه دل زار و زاری در دوزخ دل زار و زاری در دوزخ دل زار و زاری در دوزخ</p>	<p>دل زار و زاری در دوزخ دل زار و زاری در دوزخ دل زار و زاری در دوزخ دل زار و زاری در دوزخ</p>
--	---

اشعار صنعت عاظمه من

اگر صد مہ ہوں کو ہو گا ملان
 ڈرا کر کرو دم ہمارا ہوا
 روا ہو ہر اک کام مالا کلام
 سر وصل دلدار اگر دام ہو
 اگر ہو گا آرام سکھ ہو گا رام

مزد دل دکھاؤ دکھاؤ کمال
 کرد ہم کو دیہکا کر او گل ادا
 کہو والسلام اور کہو والسلام
 دل دام آرا کو آرام ہو
 اگر ہو گا سکھ رام دکھ ہو گا دام

اشعار حضرت باریستین

دلی شاد و حالی دلبر ناله قالی
بدن داغدار و سخن شعله بار

غم لالہ فام و دل خستہ کام
 جگر گشتان و نفس گلفشان
 رنج رشک باہ خط مالہ آہ
 پری آگے سے شیفتہ ہی توتھی
 کہا شاہزادے کہ ہر ہے خیال
 میں ہوں ناز بردار سوجان سے
 جو کچھ کہتے ہو وطنِ باطل ہے وہ
 مرے باب میں یہ نہ کرنا گمان
 ویا و ہو کا یون کہہ کے او سے آگے
 ہے عالم میں مشہور عورت کا مکر
 یہی زمرہ پرکیر و تلبیس ہے
 ہے قرآن گو اہ انکی تلبیس کا
 ہر اک نیک بی بائی سے ہے اتجا
 غرض اس جگہ ہے جو عورات سے
 براؤ کو میں نے کہا بھی تو کیا
 ہوا تھا جو کچھ معذرت میں روان

دل خستہ کام و غم لالہ فام
 نفس گلفشان و جگر گشتان
 خط مالہ آہ و رنج رشک باہ
 ہوی اور تانی پر باولی
 یہ ہندی ہے عاشقِ خدا جانِ نال
 میں سچ کہتی ہوں اپنے ایمان سے
 فقط یار و عواے عاقل سے
 رہو صاف دل چمکائی ہر جان
 کیا شہدایوں کہہ کے اپنے آگے
 اسی سے ہے دنیا میں ہر جا پر غدر
 جماعت ہی فوجِ ابلیس ہے
 ہے دم نبدان سے ہی اپس
 مری بات کا کچھ نہ مانے برا
 نہیں نیک سے بلکہ بد ذات سے
 اوشیں آپ بھی تو کہیں گی برا
 فلم پھر چلا جانبِ داستان

وہ نگارہ عورت تھی یہ سادہ مرد
 اسیر ہو کے ناچار وہ
 پری کا نہ وصل اس کو منظور تھا
 بناوٹ سے راضی ہوا وصل پر
 رہا منہ پہ خوش اور دل میں افسوس
 کیا منہ بھی کا لات وہ رو سیا
 بنایا ہرن اس کو انسان سے
 وہ انسان سے جب ہرن ہو گیا
 ہواست وہ چو کڑی ہو کر
 کہا یا خدا کیا سما یا ہوا
 سنا ہے تہذو ہے امثال کا
 پری زاد سے اس کو وحشت تھی
 کیونکہ جو ہمجنس سے لاگ ہو
 وہی خوب ہے جو کہ مرغوب ہے
 گزر جائے فرقت اگر غیر سے

ہمجنس ادا میں بطرح و تشکر
 شش و پنج ہی سے تھا دو چار
 کہ ہمجنس پیارا بہت دور تھا
 کہ تھا نص مشوق اس فصل پر
 کہ تھا دور مقصود سے اسکے پاس
 نہ تھی صاف اس سے خدا کی پنا
 تہذو تھا قحیہ کو شیطان سے
 غضب ہوش اس کو ہرن ہو گیا
 نئی چستان دست و پا پھو لکر
 کہ خاک کی گواہی کا سیا ہوا
 نظارہ ہے اکہوئے اس حال کا
 کہ اس زندگانی سے نفرت رہی
 پری کو بھی دیکھے تو جان آگ ہو
 وہ پیارا ہے اپنا جو محبوب ہے
 کہین خوب ہے صحبت غیر سے

کہ ہے پیار۔ پیارے کی ہر بات میں
غریب الوطن جب بلا میں پھنسا
پیر کا تھا معمول شام و سحر
وہ دن بھر اسی بلخ میں بیقرار
جو شام آتی تھی اوسکی شام کے تھا
وہی دل میں جس کے لئے زار تھا
اوی اپنے وحشت زدہ حال میں
کسی سے نہ سنتا تھا وہ

مزا ہے اوسکی ملاقات میں
اوسے دل لگی کا ذریعہ ہوا
ہر دن کو شب کو ہناتی بشر
پھر اکرتا وحشت زدہ دل فگار
تو ہوتی تھی صحبت بھی نفرت کے ساتھ
پیری کے بھی سانسے سے نزار تھا
اوسے ہجر کے غم کے جنجال میں
غزل پڑھے یہ سر کو دھنتا تھا وہ

غزل

شکستہ نوشتہ تھی تقدیر کا
تری خاک پارنگ لائے لگی
دکھایا جو تقدیر نے خواب و صل
مرے ہوش بالکل ہرن ہو گئے
فقط ایک ابرو نہیں ہے کمان
قلم ہاتھ کوئی کرے بھی قبول

بیت پاؤں ٹوٹا بھی تدبیر کا
ملاؤک میں نام اکسیر کا
تجسس ہے اسکی ہی تعبیر کا
جنون بڑ گیا چشم بے پیر کا
مژدہ کام کرنے لگی تیر کا
کہ موقع بنیں اوس سے تیر کا

<p>تیری دہن میں ایسی لگیں چمکین پنی کو کہن چشمہ آبِ تیغ ہو تو جو ای عشق کچھ بھی نہیں نظر میں ہے پر تو کی وہ مہربان غرض یوں ہی گزرا دوسے ایک سال ہر اک کام ہے وقت پر منحصر</p>	<p>ہو آقا فیتہ تنگ نقسریہ کا جدائی میں چشمہ دوا شیر کا سین دیوانہ ہون تیر ہی تاثیر کا ہے ساوہ ورق صفحہ نقویہ کا شب و روز رشتی تھی تجہید حال رات و وقت آنے کا وہ منتظر</p>
--	--

داستان شہزادہ جان جان کو گل پری پہچان کر انسان
 بنانے کی اور جان جان حکیم کے بھیس میں دل افروز
 شہزادی کے علاج کے لئے وہاں پہونچنے کی

<p>کلابی میں دے پھول ساقی مجھے نئے رنگ کی بو کی تو بھی پلا قضا رہن پھرتے پھرتے وہاں گلستان تھا وہ سکن گل پری تھی بارہ دری بیچ میں طر حدار وہاں مٹی تھی گل پری ناز سے</p>	<p>کرے عنایہ قلم چھپے کہ اب گل کہلا چاہتا ہے نیا گیا دوسرے باغ میں ناگہان تھی باد بہاری سے ہر جا ہری کہ شہر رہے دیدہ روزگار ادا سے کرتے سے انداز سے</p>
---	--

ہرن بھرنا تھا جہاں چوڑی
 کہا اک سہلی سے اپنی کہ جا
 ہرن کو وہ خوش چشم لائی جو شہ
 نظر آئی جب دوسری اک بلا
 ہرن کو زیادہ جو وحشت ہوئی
 کہا اس ہرن کو تو وحشت ہے اور
 نال سے دیکھا تو یہ گل کھلا
 پری نے کیا تہو را پانی طلب
 ہرن کلمہ پڑھ کر وہ انسان ہوا
 جو سودا فی عشق جانان تھا وہ
 رہی اپنی حالت سے شرمندگی
 پری نے دو ٹالا اور آیا اسے
 لبشر اور بھی اوسکا ممنون ہوا
 پریزا و حیرت سے تنکے لگی
 جو کی غور معلوم اوس کو ہوا

دہان گل پری کی نظر جا پڑی
 ہرن کو مرے پاس اب جلد لا
 لیا گو دین گل نے پھیل کے ٹاٹھ
 ہرن چوڑی بھول کر رہ گیا
 پری کو نہایت ہی حیرت ہوئی
 کہ صورت ہے کچھ اور سیرت ہے اور
 بلا میں ہے انسان کوئی مبتلا
 وئے چھینے پانی کے دم کر کے جب
 پری زاد کا سر پر احسان ہوا
 جگر گوشہ شہم عریان تھا وہ
 تھی اس وحشی صورت سے شرمندگی
 مروت کا خلعت چھایا اسے
 اس اخلاق کا دل سے مفتون ہوا
 کہ دیکھی ہوئی شکل ہے یہ کوئی
 خیال آگیا گزری روز واد کا

کہا گل نے پہچان کر جان جان
 یہاں تم سے پائے ہوئے مار کے
 بلا سے اگرچہ مصیبت تو ہے
 کہا جان جان نے کہ بتلاؤں کیا
 نہیں اپنی حالت کی پروا مجھے
 بتاؤ تو پہلے کہ تم کون ہو
 نہیں میں نے دیکھا نہیں کبھی
 کہا گل نے ہنس کر کہ ای جان جان
 مرا نام ہے گل یہ پیرا دہوں
 مرئی تین بہنوں کے نام آجوان
 شب ماہ میں سیر کرتے ہوئے
 نظر آئے جس وقت کوٹھے پہ تم
 کہا دیکھ کر ہم نے شان خدا
 بیہ اسپین بھری کہ اوترین بیلا
 اوتر کر جو دیکھا تو سب نے کہا

پہ شہزادہ شہر دارالامان
 یہ سب غمخیزے ہیں بخت ناساز کے
 سلامت رہو دم سلامت تو ہے
 سقادر کا ہے پیچ اک بد بلا
 زیادہ تعجب ہے اس کا مجھے
 مجھے کیسے پہچانتی ہو کہو
 تیا میرا تم کہہ چکی ہو ابھی
 میں کہتی ہوں تھے مسوہر جان
 کلستان عالم میں دل نشا دہوں
 ہیں بس شہبوز گس دار غوان
 سوئے خانہ قلعہ کو ہم گئے
 ہمارے ہرے ہوش دیکھے سے گھر
 ہیں انسان میں بھی ایسے صلی علی
 اتروا کے کوٹھے پہ تخت روان
 ملا کر دل افروز سے دیکھنا

اگر اس کا جوڑا ہے تو ہے وہی
 پریر، وہ بے پروا زلے گنیں
 جگایا دمان جا کے دونوں کو جب
 تو پھر جب طلوع سحر ہو گیا
 تمہارے مکان میں تہین چھو کر
 ہا جان جان نے کہ کیا بات ہے
 ابھون اور کیا تم پریرا دہین
 پیری نے کہا خوش ہو غم کہاتے کیون
 توقف دورا کر کے گل نے کہا
 ہمارا جدائی کی بیمار ہے
 اگر جاتے ہو تو بنو تم طبیب
 گھاگل نے جسوقت احوال یار
 کسیکو کسی سے جو ہوتا ہے پیار
 بڑھی بکلی بھی تو خاموش تھا
 کیا ضبط بھی حال طساہر ہوا

ہمیں مشورت یہ پسند آگئی
 دل افروز کے خوابگہ میں تہین
 مزا میں ملاقات کا تھا عجب
 چان تم تھے اوس جاگز رہو گیا
 گئے ہنڈے ہنڈے تمام اپنے گھر
 اس آفت کا باعث ہی ذات ہے
 بلا میں پھنسا کر تہین شادہین
 میں پہنچاتی ہوں ٹھہر و گہرائے کیون
 دل افروز کو ہے مرض عشق کا
 ہمیشہ ہے زاری بدن زار ہے
 شفا پائے اپنے مرض سے غریب
 ہوا جان جان کا کلیجا عکار
 خلش ہوا سے گر چھبے اوسکو غار
 مگر ساتھ ہی ضبط کا جوش تھا
 غم دل کا چہرہ نظر آ گیا

پری جانِ جان کو حُربِ دیکھ کر
 کہا غم نہ کھاؤ نہ ہوں تم کوئی
 بجانے ہی تالی گلِ نوجوان
 تھا نام اوس کا شمشاد تھا نمبر
 یہ شہر اوسے بیٹھے ہیں جو روبرو
 خوب الوطن ہیں کرم ہے ضرور
 کہا گل نے شہر اوس کے دیکھے بال
 سین ادنیٰ صاحبِ مدد کو ضرور
 خدا حافظ ای جانِ جانِ جان
 اگرچہ تھا عاشق کو مہر بھی وہاں
 بجالا کے شکریہ اوس نے کہا
 جو شرمندہ منت گل ہوا
 گرفتار طوقِ غم یار تھا
 ہوا حکم پر گل کے آزاد دیو
 اوسے چھوڑ کر آن کی آن میں

پریشان چہی شکل کیسے مگر
 بغضِ شمسِ امدادِ عا ہو حوصل
 ہوا دیوِ حسی میں حاضر وہاں
 تھا گل نے کئی دنے کہ ای را منتہا
 نہیں اپنے کہ ہے پہ ٹھٹھلا کے تو
 گل آئی جو پہنچا دے دایہ الہ
 پڑے وقت تو آگ دکھلا دلال
 خدا کے کرم سے بلا ہو گی دور
 نقاد سے تم کا میاب آئے
 مگر دم کے رشتے سے باندہ باد
 بہت تجھ پر احسان ہے آپ کا
 سوے باغِ عازم وہ بیل ہوا
 یہ آزا اور رہا الجھ سے بار تھا
 اور ایک قمری کو شمشاد دیو
 کیا دیو واپس پرستان میں

<p>پنچتھی شہزادہ اوس شہرین سا فر تھا جا کر سر امین رہا نظر اوس پر اوسکی پڑی ایکبار کہ شہزادی کا جو کچھ علاج اوس سے کروں اوسکی شادی ضرور ہوا دیکھ کر جان جان شاد شاد کیا شہزادہ کو بس طیب ہوئی شہرت اوسکی بہت دور دور کہا بادشاہ نے کہ بلوائے یہاں تک تو پہنچا وہ تدبیر سے</p>	<p>اوبھرنے لگا یار کی ہوسرین سلمان تھا یاد خدا میں رہا لگا تھا جو دیوار پر اشتہار وہی ہو مرا وارث تخت و تاج یہ تھا حکم سلطان دارالشرور نصیحت پر یزاد کی آنی یاد کہ اس پر دین ہو وصال حبیب گئی بات یہ بادشاہ کے حضور مری بارگہ میں اوسے لائے اب آگے ہو کیا دیکھیں تقدیر سے</p>
--	--

داستان شہزادہ جان جان حکیم بکر شہزاد کی دل
 افر و زکا علاج کرنے کی

<p>عوضے کے دار و اثر کی پلا ہوساقی علاج اس دل زار کا ہوا حسب ارشاد حاضر طیب</p>	<p>ہنیں تو فقط مست الکھین کھا کرے چارہ بیمار بیمار کا جوان سین و نیت وادب</p>
---	---

بجالایا آداب آداب سے
 بہت اوسکی سلطان تو قیر کی
 ہوا بادشہ دیکھتے ہی فدا
 بہت اپنی قسمت پر افسوس کر
 کہا حال بیٹی کا شہ نے تمام
 حکیم مجازی کرے جب دوا
 نہوں آپ مایوس اس حال سے
 مرض بھاگ جائے ابھی کالے کوس
 چہا نہیں نہیں کس مرض کا علاج
 کہا شہ نے سنکر کہ معقول ہے
 نظر رکھ کے اللہ کے افضال پر
 ملا حکم کرنے لگا گو علاج
 سمجھ کر پوچھی شاہراہی کی اک دوا
 سمجھ میں مرض کوئی آتا نہیں
 دوانے تو کچھ بھی نہ تاثیر کی

کہ واقف تھا شاہی ہر اک داب
 فصاحت اوس نے بھی تقریر کی
 ہوا سنکے باتیں بہت مستلا
 سب اسبا موجد وہ پہر کر نظر
 وہ بولا کہ اسی شاہ ذی احتشام
 حکیم حقیقی بھی دے گا شفا
 نہیں دور شافی کے افضال سے
 شفا دم ہی لینے نبے کوس کوس
 عجب کیا کہ ہو جائے اچھا مزاج
 تمہاری جو ہے رای مقبول ہے
 کرو تم علاج اسکا اسے یا خبر
 معالج مگر تھا پریشان مزاج
 معالج نے اک روز اس سے کہا
 مگر سایا ادنکو ہوا کیا کہیں
 اب اک بات باقی ہے تدبیر کی

میں اک نقش دیتا ہوں تیرے کا
 خدا چاہے تو جلد ہو گیا شفا
 تھی اک سید ہی ساد ہی خفیہ وہ
 دیا کھ کے اوس شب قصہ تمام
 دوائے چولچیا کے اوسکو دیا
 طبیعت بحال اوسکی ہونے لگی
 ہوا اوسکی صحت سے ہر ایک شاد
 بڑے چھوٹے ادنیٰ و اعلیٰ تمام
 سخی باپ مان گئی جب یہ خبر
 سخاوت کا بازار بھی گرم تھا
 جو جس جن نے مافی تھی نذر و نیاز
 کیا شاہ ویشان نے دربار عام
 وہ شہزادہ جو تھا بظاہر طیب
 کہا سب کو دکھلا کے تم شاد ہوں
 ہوئے شاد سب شادیلے بچے

دکھائے اثر نقش تقدیر کا
 دوا سے ہے بڑ بگڑ موثر دعا
 تو بس نقش اس بات کا ہم گیا
 سز کیلئے مہر کی دال تمام
 خوشی بڑ گئی پڑہ کے دل کھل گیا
 خلل سب تہذیب کا کہنے لگی
 خوشی بر محل تھی کہ پائی مراد
 محل میں ہرے شادمان خاص عام
 کیا سجدہ شکر ادا بسر
 تھا ہر روز بس جشن سے عید کا
 وہ اوس اوس نے سخیانی با اختیار
 ہوئے نذر و دیئے شادان تمام
 بٹھایا اوسے شہ نے پٹنے قریب
 یہ صاحب ہنرمیرے داماد ہوں
 شہانے میں باجے سہانے بچے

وزیرِ عظمیٰ سے شہ نے کہا
 سرتِ محلِ بین ہو دو لھا وانا
 کہا زنا ہر ادے سے شہ نے طیب
 یہ کی عرض ادسنے کے یا نجیاب
 نقاتی مجھے کہتے آئی ہے شر
 ہوں انور نگاہ شہ باج و در
 نقط میری غمت کا چکر ہے یہ
 مجھے اپنے احوال کا شہ نہیں
 خدا کا کرم شاملِ حال ہے
 ہمیشہ رکے خوش خدا کے کریم
 یہ سنتے ہی باچھین کہیں شاہ کی
 کروں کس زبان سے میں سکر خدا
 ہوئی عام شہر جو اس بات کی
 مقابل کا جو تاج و دونوں کا تھا
 کہلے پہل سہرے کی آئی بہار

کہ تیار سامان ہو شادی کا
 زمانہ محلِ بین ہو دو لہن بیان
 بتاؤ صب اور لب ای طیب
 بتائے لب خاک خانہ خراب
 گھاچکے چپکے دہاتی ہے شرم
 ہوں آوارہ بکرو کسار و در
 لبابت بھی حکمت کا منظر ہے یہ
 یہ صحت بھی دوت سے کچھ کم نہیں
 ہر اک دوست خوش ختم پایاں ہے
 دل و شمنان ہوں مسد سے دویم
 کہا یہ عنایت ہے اللہ کی
 برابر کا دو لہن کو دے لھا ط
 محلِ بین خوشی کی بڑی دھوم تھی
 ہر اک فرد کے دل کا غنہ کہنا
 دونوں سے جہانی کے ٹھنڈے غار

کہ تیار سامان ہو شادی کا

نجومی طلب جب سراسر ہوئے	ہر اک رسم کے دن مقرر ہوئے
ہر اک کام کو وقت پر پہنچے طور	ہر اک واقعے کو پہنچے موقع ضرور
جب آتا ہے وقت اور سکا تہنہ نیا	سو وقت کے رنگ جتنا نہیں

داستان بیان بین شادی کئی دانی شہزادہ جان جان
 و شہزادی دل افروز کے

دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب	کہ ہے چتر سر پر خوشی کا سحاب
ملے کچھ تو کیفیت بزم وصل	کہ ہے جوش پریشانی عشرت کی فصل
ہوئی رسم شادی کی جہنم ترو	ہوا ہر چرخ مقاصد طلوع
لگی ہونے طرفین میں سب رسوم	ہوئی سمدھنوں کی بھی اند کی رسوم
جلی ہیندی سے جان بخش پری	کیا دل کو سا چنے غم سے بری
اگر رنگ کارنگ بھنے لگا	تو مستی نے مجلس کو حیران کیا
گزر کر جو دن آئی شربت کی رات	تھی شیرینیوں سے ملاو کی رات
جو دو لمحے کو پینے میں انکار تھا	پلانے میں محفل کو اصرار تھا
وہ شربت کہ تھا شربتِ مصل یار	پئے پھر نہ کیون قشہ انتظار
جو انکار تھا وہ بناوٹ سے تھا	جو اصرار تھا وہ لگاوٹ سے تھا

پیاراوس نے شربت عجب ناز سے
 ملا ایسا شربت پلائی میں شہر
 تسکروپر تھا نام اس شہر کا
 برات آئی جس روز شب گشت کی
 بھی شب جوانوں کی ہے شب بڑا
 پینتے ہی بدھی یہ ثابت ہوا
 گلے مار پھولوں کا جب مار ہے
 جو ماتھوں میں گجرو کی جوڑی پڑی
 سہراپا ہے طرہ بھی طرہ کوئی
 یہ سب کچھ تو ہے شاعرانہ بیان
 تھی ہر جا صد اے سرود نشا
 کئی طرح کے باجے بجنے لگے
 تباہی مقنع کی دکھلا بہار
 پریزا دکھوڑا تھا مردم کی جان
 وہ گھوڑا بھی دو لکھا سہرا پانا

یسا دل کو محفل کے انداز سے
 جسے دیکھ مصری بھی کھنجا ہر
 کہ شیریں کچھ ایسی تھی آب و ہوا
 ہوا سیر کی ہر طرف بندھ گئی
 یہی سنتوں کی مراد ون کی رات
 کہ گردن میں الفت کا پیندا پڑا
 دو لہن کی محبت گلے مار ہے
 سمجھنا اسے عشق کی ہنسکڑی
 محبت کو سر پر رکھا یار کی
 ازل سے محبت کی قیدی ہے جا
 ہر اک کی طبیعت کو تھا انبساط
 زمین پر یہ ہا دل گر جنے لگے
 چلا دو لکھا گھوڑے پہ ہو کر سوار
 بنی تیلیاں آنکھوں کی تیلیاں
 قبائل کو پا کھمر کو سہرا بنا

عجب زین زریں تھی زریں زین
 بند باجست یوں ریشمی تنگ تھا
 رکابوں کی دونوں اگر دیکھے غلو
 تھی تار نظر سے بھی خوش باں دور
 نہ تھا زیر بند اور زریں سے زیر
 گلے میں تھا مالا جو اہر نگار
 جو پاؤں میں تھے پابر بن پڑے
 تھا اوس تیز رفتار کا نام برق
 وہ مرکب کی غلو اور رکاب کا نور
 چلا جب کہ نوشاہ زیر سما
 تھے نوشاہ کے ساتھ امیر وزیر
 یہ بے فکر تھے سارے نوبت نواز
 جھنجھڑی گئی اس قدر راگنی
 کئی چاندی سونے کے تخت اروا
 وہاں روشنی کا عجب نور تھا

ہو نہ یہ روز جس سے راگب چین
 نثارے سے ہر موکر تنگ تھا
 جیسا سے جھگے اہر سے ماہ نو
 کہ ان سب پر ایسی تھی کافورہ دور
 کہ تھا زریں زین سے من مانے سیر
 پر پیراؤ کے ہو گئے کا جو بار
 جو اہر تھے انمول ادھین جڑے
 سراپا تھا آب جو اہر میں غرق
 اور جس سے چشم کو اکب کا نور
 بنی جھڑی بال ہما بر طا
 تھے شادان و فرحان صغیر و کبیر
 کیا تھا تھے میں اپنے میں سے ساز
 کہ آخر جھنجھڑی کی صورت بنی
 جوان رنڈیاں او پیہ پر نیکی جان
 کہ نور سحر جس سے کافور تھا

دو طرفہ تھے سرو چراغان ہزار
 بیہ آزار و خوباں پائے نہ چھاؤں
 زمین سے ضیا سرو قد تھی بلند
 کنول سے جو روشن تھا ہر اک تخت
 جو روشن وہاں پختہ ہوئے
 روانہ ہوئے شاہی ایوان سے
 بنے تھے چراغوں کے ٹھاٹھ الگ
 وہ آرایشوں کے گلوں کی بہار
 گڑے جھاڑ باروت کے بشمار
 ہوائی انار اور ہتھاب سے
 جلو میں جو تھی فوج تھی بشمار
 کئی پانکی میاںہ رتھ گاڑیاں
 عجب فوجداری کا تھا اہتمام
 کسی کو نہ دیکھا کوئی دیکھے
 زمین پر تھی باجوگی زینت کی دہر

قمر کل قمری تھا اون پر نثار
 دیا گار سرو چراغان نے پاؤں
 او جالے میں شب تھی وودن وود
 درخت چنار اوس پہ تھا ہر درخت
 تھے ضو میں قزوں پنجہ ہر سے
 بڑی شان و شوکت کے سامان
 تھے ترپوٹے چوک کی حد ملک
 غروس چمن جس پہ دل سے نثار
 تصدق تھے اون پر درخت چنار
 ہوائی لگی ماہ پر چھوٹنے
 چلے آگے سجے پیادے سوار
 پس پیش تھیں سب برابر روان
 اگرچہ ہوا لوگ کا از و حام
 سنبھل کر کھڑے اور سنبھل کر چلے
 چھتوں پر تماشا یوں کا ہجوم

وہ تخت روان وہ جوان زبڈیان
 وہ آرایش اور وہ گل بجزان
 وہ خوش رنگ و روی شاہی جلو
 وہ باروت کے پھول ہر رنگ کے
 وہ گھوڑے کا تھمنا وہ چلنا قدم
 وہ دو لہا وہ شہد نیر محشر خرام
 وہ کوسون تک استادہ صبح و چراغ
 وہ ہر طرح کی سواری کی سیر
 کی کو پکارا کوئی آئے
 وہ مردوں کا رستے پر آدیکھنا
 جو جھانکے کمان ابرو شوخ و شیر
 عرض دیکھ کر یہ خوشی کا سماں
 بڑی شان سے اور بڑا جہا
 پہنچنے کو دولہن کے دیر رات
 دہان کی جو تھی رسم ادا کی گئی

پرستان کا جلوہ جن سے بیان
 وہ ہمراہ چلتا ہوا انگلستان
 نمائش ہو ہر ہر قدم دست دوس
 گل باغ جنکے نہ پاسنگ کے
 وہ باجون کی میٹھی صدا میں ستم
 وہ موتی کا سپہر ارمع کا کام
 ثوابت کے دل میں بھی تھا جگان
 دکھاتی تھی باد بہاری کی سیر
 تماشا زرا دیکھ کر جائے
 وہ دیوڑھی سے عورات کا دیکھنا
 چلے گوشے گوشے سے چلا کے تیر
 دعائیں لگے دینے پیر و جوان
 او دہر چوک سے ہو کے شہر آہ
 خرامان خرامان لگی آدھی رات
 ہر اک بات حد سے سوا کی گئی

<p> جو گھوڑے سے دو لہا اوتر کر گیا جہان گھر کا گھر تھا وہ آراستہ تماشاں باہر کا باہر گئے موافق مراتب کے بیٹھے تمام طوائف میں اک اٹھوٹائی جو تھی کھڑی ہو کے سہرا یہ گانے لگی یہہ کی بزم میں اون سے جادو گر کی ملا ساز کے سر جو چیرا بھاگ </p>	<p> وہاں رونق افروز سندھو ملازم ہر اک سر و نو خاستہ براتی جو تھے سارے اند گئے ہوا بزم میں راگ کا اہتمام وہ گانے میں نامی گرامی جو تھی عجب بھاؤ ظالم بتانے لگی ہوسے سب کے سب اٹھوٹے مشتری سرور کے کپلے گل کے مانند بھاگ </p>
---	--

سہرا

<p> شہ جہان جان وادہ سہرا ہر اک تار ہے رشتہ طول عمر ترے روتے رنگ تھر کے شا ریاض جہان میں ہو پھولا پھلا </p>	<p> ہے سہرون میں سب شاہ سہرا ہے جان ہوا خواہ سہرا ہوا مادہ ماہ سہرا بعد شوکت و جاہ سہرا </p>
--	---

زبان کلاب پر تو کی کہنے لگی
 رکھے قائم اللہ سہرا

اسی طرح باری کانے لگین
 کیا راگ موقوف بہر صلاح
 وہاں سے وہ دولہا محل میں گیا
 بہم مصحف اور انجل اور ارسی
 یہہ جلوہ وہ جلوہ ہے جسکے لئے
 سراپا جو وہ طالب دید تھا
 رسومات سے جب فراغت ہوئی
 عجب وقت تھا وہ عجب حال تھا
 کوئی ہنسنے کا کوئی رونیکا وقت
 کسی کو ہے شادی کی کوالم
 اوسی دہوم سے جس طرح وہ بڑا
 فقط اوسین نوشاہ شہدیز پر
 رہا اوسین دوحے کو سہر انقاب
 وہ دولہا دولہن تھے بہم شہنشاہ
 نقد کئے دونوں پر ویزم

گمال اپنے سار و کھانے لگین
 ہوا حسب دستور شاہی نکاح
 لوازم ہوئے جلو کے سب ادا
 ہوئے دیکھنے شکل گلزار سی
 دل و دیدہ مدت مشتاق تھے
 اوسے جلوہ یہہ جلوہ عید تھا
 تجل سے دولہن کی رخصت ہوئی
 خوشی کی موجم کا جنجال تھا
 کوئی پانیکا کوئی کھونیکا وقت
 جہانین ہے توام خوشی اور غم
 مگر فرق اتنا سحر یہہ وہ رات
 عروس اسین سکھال میں جلوہ
 رخ اسین کہلا صورت آفتاب
 جلوین ہر اک بے کم و بیش بس
 ہوئے فرش پائے نظر ویزم

جہیز اس قدر تھا وہ سب بحساب
 عجب نیند کی اس میں کھل بل پڑی
 مزا سب سے بھی یہ جداگانہ تھا
 وہ پہونچا بڑی نشان و شوکت کا
 سواری جو اوتری ہوئی ان کی دھوم
 وٹانکی جو رسین وٹان کی گئیں
 جو تھا ماہ کے وصل کا اشتیاق
 رہا اس قدر رات کا انتظار
 اوہر سوے خلوت گیا آفتاب
 اسی تاک میں تھا وہ مست وفا
 بہت جلد خاصہ تناول کیا
 وٹان سے ہوا داخل خواب گاہ
 وہ خلوت کچھ ایسی تھی دار الشفا
 چہر گھٹ میں لیٹی تھی وہ رشک حور
 کیا دل نے وہک وہک ہوا زنگ زرد

سمجھنے لگے نیند کے ماتے خواب
 ہر اک چشم بیدار مشعل ہوئی
 چلن نیند سے سب کا مستانہ تھا
 مسرت محل میں مسرت کے ساتھ
 جو دو لکھا دو لکھن کیلئے تھے رسوم
 یہاں کی بھی رسین یہاں کی گئیں
 او سے کاٹنا ہو گیا دن کا شاق
 کہ گھڑیاں ہی گنتا تھا امیدوار
 اوہر ہر قدح لیکے آیا شتاب
 غبث وقت کھوٹا ہوا او کو شاق
 زرا ویر گانے کی محفل میں تھا
 مریض محبت بجالا تباہ
 ہوا جس کی لگتے ہی مردہ جیا
 جو یہ پاس لیا ہوئی ٹپکے دور
 ہوئے دست و پا اسکے دہشت سرور

جو دو دلھے نے دیکھا ہے یہہ ماجرا
 حرارت طبیعت کی تھی جوش پر
 پھر آب گل سرخ پینے لگا
 دو دلھن نے بھی کچھ شرم کچھ ناز سے
 رکھے ماتھے آنکھوں پہ یون بار بار
 دو دلھن نے زرا منہ نہ او سکو دیا
 وہاں سے کچھ اوسنے جو تکیں پائی
 بجانے لگی کسمسانے لگی
 بتنگ آ کے جھنجھلائی جھر کی ہزار
 جو تہہ بیردفع حرارت کی تھی
 بڑھانے لگا رقتہ رقتہ وہ پاؤں
 عجب لطف کی ماتھا پائی ہوئی
 ہر اک لات میں صاف منہ میرہا
 بڑھا جانب چشمہ جانفزا
 جو کی بند آنکھیں رکھا آراء ماتھا

دو دلھن پر بہت او سکو پیارا گیا
 پیالے عذاب ہی پیشتر
 یہہ پانی وہ پی پی کے جینے لگا
 کچھ ایسے عروسانہ انداز سے
 کرے جیسے توبہ کوئی بشمار
 مگر کیا کرے بس نہیں چل سکا
 طبیعت بھی نارنج نورس پرائی
 جیسا سے بدن وہ چرانے لگی
 مگر ماتھا بھلا کب وہ بار
 حرارت خود او سے نودونی ہوئی
 کہ روتا لب چشمہ فیض پاؤں
 مزیدار مخفی لڑائی ہوئی
 کہ نیاز ہو عیش پر ماری لات
 پیالے وہ غوطے لگانے لگا
 نقد ہو جان حرکت ساتھ

اسی خوف کے مارے چنچنی نہیں
 ہوا غسل وہ غسل صحت اوسے
 رہے تاکتے جھانکتے جو کمال
 چنان برد و آرد و آرد و برد
 ہمو کے تھے فوارے چھوٹے ہو
 ہنکی مامدی چہرہ تھا لٹکا ہوا
 اسبطح کچھ سوتے کچھ جاگتے
 نخل آیا خلوت سے وہ کامیاب
 پڑا چو طرف پھر تو اک بار غسل
 ہوے دونوں فارغ جو حمام سے
 لگے بولنے راز بستر کھول
 بڑی شان و شوکت سے چوتھی ہو
 ہر اک رسم کے بعد و بار تھا
 اسی شادی کے ضمن میں شاہ نے
 ہزاروں غریبوں کی کین شادیان

نہو فاش پیر راز مخفی کہین
 ملا خوب ہی لطف صحبت اوسے
 ٹپکنے لگی اونکے منہ سے بھی رال
 کہ دایہ ز حسرت پس پر وہ مرد
 وہ سب سادی چادر پہ بوٹے ہو
 بدن تھا انعامت سے جھکا ہوا
 گئی شب ہوئی صبح سوتے اوٹھے
 چھپر گھٹن میں لٹیٹی تھی وہ پر حجاب
 نسیم سحر سے ہوا غنچہ گل
 تناول کیا خاصہ آرام سے
 ڈھنڈورے کی صورت بخیر تبول
 جو اک رسم باقی تھی وہ بھی ہوئی
 ہر اک نذر دینے کو تیار تھا
 وہ نصف نراج و حق آگاہ نے
 ہوئیں شہر میں خانہ آبادیان

خوشی سے یہ دینے لگے سب دعا
 برائی جو نوشہ کے دل کی مراد
 ملا تھا جو رہنے کو دونوں کے باغ
 کوئی پھول عشرت سے باغی تھا
 یہیالہ تھا لالہ تو تھا ورو داغ
 ہزارا مناتا تھا خوشیاں ہزار
 مقدر پہ شاگرد جو شمشاد تھا
 گلے میں تھا ہر اک کے مست کا لہجہ
 ہر اک گوش گل مست لطف سماع
 نہ تھی چشم مخمور ز گیس بھی کور
 یہ کہہ کھینچتین وہاں تاک میں
 نہ سبیل کی زلفین پریشان ہوئی
 نہ سون تھی اوس بلغین رو سیا
 عروسانہ بوباس جو ہی میں تھی
 کھلا تھا کہین موتیا موگرا

کہ دارین میں شاو کا ہو بھلا
 گزرا رے عروسی کے دن شاو شاد
 وہ دیتا تھا باغ ارم کو بھی داغ
 وہاں کا تو لالہ بھی داغی نہ تھا
 تھا سرشار کیفیت سیر باغ
 نہ کھاتی تھی بلبل غم گل سے خار
 غم ورنج صحر سے آزاد تھا
 اوڑھی پھرتی تھین قمریان جوق
 ترانوں پہ بلبل کا سب اجتماع
 نگہ مست کرتی تھی نزدیک و دور
 فلک چشم کو کب سے تھا تاک میں
 پیچہ بن ٹھن کے زیب گلستان ہری
 ملی لب پہستی تھی بے اشتباہ
 چھ مستانہ بوباس جو ہی میں تھی
 تھا زیب زمین موتیا موگرا

زمین چمن تھی زمین تترار
 کہیں خوشنما چندی کی نئیان
 چنبی کہیں اور چہا کہیں
 کہیں روئے شبنم شب کی نظر
 سہانا تھا اک خوش مرمر کا دان
 تھا فوراد اک بیچ میں خوش بہار
 وہ مار نظر دیدہ حوض کا
 اور اک نہر تھی ایک جانب روان
 کہیں چشمے جان بخش دلخواہ جا
 رہی پاک و صاف ایسی ہر اک رتوں
 نہ اس لطف سے سبزہ بیگانہ تھا
 لجا لو بھی شرمندہ ایسا ہوا
 حوٹلی بنی ایسی آراستہ
 قنادیل آئینے آئینہ پوش
 مند تھا جو ہر آئینے پر پڑا

خزاں تھی ہر دم معطر بہار
 کرے ٹہنی کی آئین شہو خان
 کہیں یاسمن اور کہیں یاسمین
 کہیں صدقے سبوح کھلی پر سحر
 فضا دار صحن گلستان کی جہان
 ہزاروں کی آنکھیں ہوں جیسے نثار
 تھا چشم زمانہ میں صبح و سہا
 جسے دیکھ کر تر ہو سو کھی زبان
 نظر پڑتے ہی باولی ہونگاد
 کرے خار و خس بھی نہ رہ میں خلش
 صفائی پر رستوں کی دیوانہ تھا
 کہ خود اپنے سارے سے مرجھا گیا
 دو لحن جیسی جلوے کی نواختہ
 نظارے سے حیران عقل اور ہوش
 تحیر کی صورت پہ برقع رما

ہر اک شے ضرورت کی موجود تھی
 تھار بفت کا شامیانہ کھینچا
 ہر اک سمت دوری بھی زر کا تھی
 بچھی تھی جو اک مسند زر نگار
 بہت قیمتی فرش مخمل کا تھا
 نقش تھے سب سقف دیوار و در
 چہر گھٹ بھی سونے کا تیار تھا
 تھے پردے بھی کچھ ایسے ہر در و در
 کناری کو بھی کچھ کنارہ نہ تھا
 عجب خوبصورت تھا ہر ایک بند
 بنایت سہاٹی تھی سنجاق بھی
 ہر اک تکیہ تھا تکیہ گاہ خیال
 تھی شبنم کی چادر نہایت لطیف
 مگر فرق اتنا تھا باہم پدید
 نہیں یہ غلو و صغ کے باب میں

کہ مالک کی تفریح مقصود تھی
 مرصع کے استاد تھے بے بہا
 ہر اک چیز زینت کی تیار تھی
 دہرے تھے وہاں کئے بھی پر بہار
 مکان میں پکھا یا گیا جا بجا
 نظر دیدہ باری سین شام و سحر
 حقیقت میں بخت اوس کا بیدار تھا
 کہ تھے پردہ دیدہ ہاتھیں سر
 جواب اوس کا ہر اک کا بار نہ تھا
 تھابے پروگی کا بھی دم جس بند
 نہیں اس میں گنجائش لاف بھی
 ہنالی سے ہو خواب شیریں ہنال
 ہوئی چاندنی جسکے آگے کشن
 وہ تھی سرخ اور بچھ تھی بالکل سفید
 کہ کو میسر نہ ہو خواب میں

پہر گھٹس کے بازو میں چوکی تھی ایک
 دہرے تھے وہاں خامدان پکیدا
 طلائی خنیر او سمین گلہاے تر
 دہری تھی کتاب ایک تاریخ کی
 اگر صندل اور عطر حنبر عجیر
 تہکتی تھی ایسی وہاں کی ہوا
 ہر اک جاتھے پنکھے یہ پتیر لگے
 خصوصاً تھا خلوت میں ایسا مزا
 غرض ہر طرح کی تھی راحت وہاں
 دودائی مغلائی آتون آویل
 سہیلی خواص اور ملازم تمام
 تحمین امور ہیکام پر لونڈیاں
 کوئی گلزار اور کوئی لالہ فام
 ہزار اکوئی اور سنبھل کوئی
 کوئی نرگس اور کوئی ترچھی نظر

رو پھلا سنہر تھا کام اوسپہنیک
 مرصع کی شان اور بدری کی جان
 اوسیطح کا عطر دان درر
 جسے دکھتی شاہزادی کبھی
 شب و روز صرف انکائیں تھا کثیر
 بنی منجھا خانہ وہ خلوت سرا
 ہوا کو زرا پتے ہی پیر لگے
 قدم رکھتے ہی خواب آنے لگا
 ہر اک حال میں تھی مسرت وہاں
 ہر اک اپنی خدمت کی آ بھی کفیل
 موافق ضرورت کے باندی غلام
 شب و روز سرگرم خدمت وہاں
 کوئی خوش گلو اور کوئی خوش خرام
 نظارہ کوئی اور کاکل کوئی
 کوئی فتنہ اور کوئی آہو کمر

پریر کو کوئی اور پریشان کوئی
 کوئی شکر اور کوئی شیرین زبان
 یہ تھیں شاہزادی کی خدمت گزار
 سوا انکے شاگرد پیشہ ہزار
 وہی باغ تھا یہ تو تفریح باغ
 کہلانے لگا اب شگوفے ہزار
 ہوا مٹھیں جان جان کا جو دل
 کہا اپنی بی بی سے اسی دل کے چین
 اگر چاہتی ہو تھیں لیکے جاؤں
 وہ بولی کہ کیا آزمائے ہو تم
 اقامت کرو تو اطاعت کروں
 سنی اوسنے پھر بات جب ماہ سے
 کہا ساس سسرے نے منظور ہے
 او بھین دوسرے دن روانہ کیا
 اودھ بھی خوشی سے جو رخصت ہو
 دل آیا تھا امو پہ جو لگتے ہاتھ

دل آرا کوئی اور بنی جان کوئی
 کوئی گھر خ اور کوئی غنچہ دمان
 ہر اک کام والی سلیقہ ستوار
 کئی پہرے والے کئی چوکیدار
 لگا جس سے شہزادی کے دلوں کو داغ
 دکھاتا ہے کیسی مزے کی بہار
 وطن یاد آیا اوسے متصل
 بہت یاد آتے ہیں اب والدین
 نہیں تو اکیلا فقط جا کے آؤں
 یہ باتیں زبان پر جلاتے ہو تم
 سیاحت کرو تو رفاقت کروں
 اجازت طلب کی وہیں شاہ سے
 رکھو ساتھ سامان سفر و رہے
 کہ ہمراہ شکر خزانہ کیا
 اودھ وہ گرفتار فرقت ہوئے
 تو رکھ لیکے تھا پھر لیا اوسکو ساتھ

داستانِ شانہ اودہ جان جان کا منہ شانہ اودی دل افروز
فتنہ گرد خورشاد و جاو و گران سے ملنا اور جا جان سے فتنہ گرد کا تلخ ہونا

نرو یار ہجور سے ملے ہیں اب
سفر وں تمام اور شب کو مقام
گئے سحر آباد کے دہ قریب
وہ سب فتنہ گرد کا جو تھا ماجرا
سو فتنہ گرد چنے راضی کیا
بس اول سے آخر تک اسکو جوان
وہ اپنا دامن رہ کے ہونا جوان
وہ چشم رانی قیامت کی بات
وہ سونا شب چار دہ بام پر
وہ تعبیر باہم سوال و جواب
وہ غم سفر اضطراب اور چوک
وہ اللہ کی درگاہ میں التماس
وہ بھوک اور وہ غفلت ناشکیب

رہے سا قیادخت رزل بلب
چلا اس طرح جب وہ وی اختتام
کئی دن پہلے رو جو غربت نصیب
دل افروز سے جان جان کیا
اوسے وقف جان ماضی کیا
سنانے لگا اپنی سب داستان
وہ گھر سے اوڑنا وہ غم کا سماں
وہ جشن نہ فتنہ وہ خلوت کی بات
وہ گرمی کا حب سے زیادہ اثر
وہ حیرت وہ محبت وہ فرقت خواہ
وہ اخلاص کے عہد و پیمان سلوک
وہ صحرا نور و می وہ گرمی وہ پیاس
وہ فضل اور تالاب اشجار سبیب

وہ آتش پری کا عشق جلن
 وہ شفقت وہ بہدروئی گل پری
 وہ گل بولنا داستان کہن
 وہ گل بولنا حال زار حبیب
 وہ شمشاد کے ساتھ ہزار دان
 وہ دیوار پر دیکھنا اشتہار
 وہ فرمان شاہی طلب میں بہن
 وہان سے تو سب تم کو معلوم ہے
 رکھی اوسنے پوشیدہ امی کی لاگ
 دل افروز نے جب سنی داستان
 طبیعت ہوئی اوسکی بے اختیار
 تری بے نیازی کے قربان جاؤں
 جسے چاہے اوسکو تو آرام دے
 جسے چاہے دے عزت و اعتبار
 کوئی شاہ ہو یا کوئی ہو گدا

وہ صحبت وہ نفرت وہ ہنسا ہرن
 وہ انسان ہنا ما وہ جادو گری
 وہ آنائی سیر چارون بہن
 وہ گل رائے دینا کہ ہنسا طبیب
 وہ جہان سر امین او ترنا وہان
 وہ سلطان کا اقرار دل کا قرار
 وہ ہنر طبیب اپنا آنا وہان
 کہوں کیا میں جب تم کو معلوم ہے
 مناسب نہ سمجھا کہ گائے بہدراگ
 ہوئے اُنکے نکھون کے اوسکی روان
 سنبھل کر کہا پھر کہ پروردگار
 تری کار سازی کے قربان جاؤں
 جسے چاہے اوسکو تو لام دے
 جسے چاہے دے ذلیل اور خوا
 خبر کیا مقدر میں کہا ہے کیا۔

جو تقدیر بہر مے سے ملتی نہیں
 کہاں خوش نصیبی سی دولت کوئی
 کیا جان جان سے کراہی دلنواز
 قیامت ہے گویا قیامت کی بات
 جہنم میں آتش پری کا ہو گھر
 یہ مشہور ہے قول روئے شفیق
 تو آنا ہمارا نگہبان ہے
 سو فتنہ گر ہے جو عزم سفر
 کہ جب کو نہیں بات کی اپنی لاج
 ہوئی ختم جس وقت گفت و شنید
 طبیعت نہایت پسند آگئی
 تو عشق آگے سے بڑھ کے پیدا ہوا
 جو مشہور عورت کی تسخیر ہے
 فتیلہ نہ تو نیکو بادو ہے کچھ
 شہ جان جان جانب فتنہ گر

یہاں کوئی تدبیر چلتی نہیں
 کہاں خوش نصیبی سی راحت کوئی
 یہ سب کچھ مقدر کے ناز و نیاز
 کسی سے بگاڑ کیا ہے قسمت کی بات
 ہو فضل خلاق جن و بشر
 ہر اک اس سے واقف ہے بڑا پیر
 قوی دشمنوں کی بھی کیا جان ہے
 دلیل جو انور دی ہے یہ مگر
 وہ کس کام کا پھر تلون مزاج
 ہوئی جان جان کو وہ گویا کہ عید
 محبت دل افروز کی چھا گئی
 دل انصاف کا اس کے شہید ہوا
 فقط وہم ہے سوء تدبیر ہے
 بچہ نقش اطاعت کا قابو ہے کچھ
 روانہ ہوا پھر بہت جلد تر

پہنچتے ہی اوس منتظر کو خبر
 جو تھا صرصر ہجر سے منہمکل
 روانہ جو شاہی سواری ہوئی
 گیا جان جان جب اس الوان
 لپٹ کر چھ رونے لگی فتنہ گر
 اگر کوئی دیکھے زرا غور سے
 الم سے تو ہوتے ہیں گریان یہاں
 قیامت نے دیکھا جو چھ ماجرا
 سو گھانے لگی مشک چھڑکا کلاب
 بہت جلد غش سے ادھجایا اوسے
 اونچی غش سے جس وقت اودھر گر
 ہر اک پا کے مقصد جو دلشاد تھا
 مرے پائے کیا کیا ملاقات میں
 پس مدت احباب ملتے ہیں جب
 کہی سرگزشت اپنی اپنی تمام

سنوارا نئے سر سے دیران گھر
 کہلا صورت غنچہ پڑ مردہ دل
 فدا شان باد بہاری ہوئی
 تو عاشق کی جان آگئی جان میں
 غش آیا بس آخر ہوئی بے خبر
 حقیقت میں روتے ہیں دو طور
 خوشی سے بھی ہوتے ہیں افسردہ
 تو سمجھی کہ نہنگامہ ہے حشر کا
 کہ چھ دفع غش کی بلا ہونستاب
 کہ خواب گران سے جگایا اوسے
 شہ جان جان بھی تھی مضطرب
 وہ اجرا ہوا گھر بھی آباد تھا
 رہے صرف حرف و حکایات میں
 بڑی دیر تک کہتے سنتے ہیں سب
 ہوئے دونوں رو دھو پھر شام

یہ بولی دل افروز آنے کی سن
 تہمویوں نہ تم بقیہ راری کرو
 یقین جانے بدین یا نیک ہیں
 چھ کہہ کر روانہ کیا بے ہراس
 جو کی جھک تسلیم جہان نے
 جو منقلح قفل تکلم ہوا
 کہا باتوں باتوں میں سلطان سے
 عنایت سے دلشاو کرنا مجھے
 ہوا سحر ایجا دشتہ لاعلاج
 خیال او کو آیا جو اس بات کا
 جب اوسنے ہی بھیجا ہے انکار کیا
 کیا شادمان او کو اقبال سے
 کیا آکے اوسنے جو چھ ماجرا
 مختلف کا سامان مہیا ہوا
 میسر جو بیباک صحبت ہوئی

مجھے بھی تو ہے ادس ملنے کی دہن
 مرے باپ سے خواستگاری کرو
 پھر آپس میں ہم کب سب ایک ہیں
 قیامت کے ہمراہ والد کے پاس
 لکھا یا گلے شاہ ذیشان نے
 سزاوارہ باب ترسم ہوا
 جیسا سے تمنا سے ارمان سے
 نوازش سے داماد کرنا مجھے
 کہ مٹی کی مرضی پہ تھا ازواج
 جہان فی میں نقش اثبات کا
 کرگی اب اس میں وہ تکرار کیا
 مرخص ہوا وہ خوش اقبال سے
 ہو میں دونوں سرور وہ دلربا
 نکاح ادنکے آئین سے اوکا ہوا
 محل اور موقع کی خلوت ہوئی

فراغت ہوئی جبکہ سب کام سے
 کہا کیجئے چلکے اب سر فراز
 اوسے اطلاع اوسکے آنیکی دی
 وہاں سادگی تھی ہر اک بات میں
 ہر اک شہر کا ایک انگ رونا
 کہ ہر تلکے ہر رسمے دستور ہے
 وہ آئے تو گویا بہار آگئی
 اوتارے اونھیں غزوہ غراز سے
 مکان میں گئی شادمانی کے ساتھ
 شہ جہاں جان بھی رہا ساتھ ^{الک}
 بیٹھا کر اونھیں حسن اخلاق سے
 بڑی دہوم سے وہ فیست ہوئی
 ہوئی جان جان کو سرست کا
 جو عورات ہوتے ہیں عالمی گہر
 یہ لڑنا جھگڑنا ہے اہلاف میں

ملا جا کے اپنی دل آرام سے
 ہوئی چلنے آما وہ وہ مست ناز
 کہلی بات میں اوسکے دل کی کلی
 عروسی نہ مانع ملاقات میں
 نہو معترض اسپین منصف مزاج
 مثل بچہ ز بانوں پر شہر ہے
 لب زینہ تگ وہ لگا رانگی
 ملی ادن سے تعظیم و انداز سے
 لئے ہاتھ سین اپنے جہان کا ہاتھ
 گئی فتنہ گر لیکے مسند تلک
 تھی جہان نوازی میں شفاق سے
 دل افروز اسیر مر و تہ ہوئی
 جلاپے کا ادن میں نہ پایا خیال
 نہیں ہوتے انہیں خیالات شر
 بڑی عادیں کب میں اشراق میں

رہی چارون میہانی کی سیر ۱۱۵
وہ دولت سر کو سد مار بخیر

داستان شہزادہ جان جان معہ شہزادی
دل افروز و شہزادی فتنہ گر اپنے وطن کو روانہ ہوئی

<p>پلا جام گلگون کوئی ساقیا ہنہیں تو پلا کوئی ایسی شراب دل افروز کو دیر میں چھو کر کہا اب وطن کا سفر پیش ہے کہا کچھ نہیں ہے مائل مجھے گیا جان جان اوکے والد پاس غریب الوطن ہوں اجازت لے مقدر کے بچوں سے مجبور تھا کہا سحر ایجاد نے عذر کیا دیا حکم اون خانہ آباد کو ملا پیاری بیٹی کو اتنا جہیز وہ بیٹی بھی میکے سے رو کر چلی</p>	<p>قدم تو سن طبع چلنے لگا کہ مقصد کی منزل کو چنچے شتاب گیا جان جان پھر سو فتنہ گر تھیں عذر کیا کچھ خوش اندیش ہے ہنہیں عذر چلنے میں بالکل مجھے پس رسم تسلیم کی التماس مسافر کو منزل کی رخصت لے بہت دن میں مانا پ دور تھا سدھار و خوشی سے الم کیوں بھلا روانہ کیا بیٹی داما د کو کہ کی سیر حشی نے دہان گرینے کہ سسرال ہمراہ شوہر چلی</p>
---	--

<p>وہ امید جان ہوا خواہ تھی شہ جان جان شاد تھا سر بسر کوئی کام بے وقت چلتا نہیں</p>	<p>قیامت سہیلی جو ہمراہ تھی وہاں سے کیا کوچ وقت سحر کسی کام کا وقت ملتا نہیں</p>
<p>داستان بھینچا شہزادہ جان جان کا معہ شہزادی دل افروز و شہزادی فتنہ گر اپنے وطن کو ملنا مانا پک شہ باجو ر جان جان کو تخت پر بٹھا کر آپ گوشہ نشین ہونا اور کہانی کا ختم ہونا</p>	<p>پلا سا قیا جام فرخندہ نام گئے جب وہ نزدیک دارالامان روانہ کیا باپ مان کو پیام سنا باپ مان نے جو یہ اجرا ہراک نے نخل میں سنی یہ نئیٹ</p>
<p>کہ اس داستان کا ہے اہتمام کیا شاہزادے نے خیمہ وہاں کہ ہو ملے خدمت میں حاضر غلام کیا سجدہ شکر خالق ادا ہوئی غمزدون کو اسی روز عید نئے سر سے آباد وہ گھر ہوا دلون سے ہوے در دوم برطرف اود اسی بھگنے لگی در بدر برہین دونوں جانب بتیا بیان</p>	<p>بلاؤن سے آزاد وہ گھر ہوا خیر پھلی چھ شہرین ہر طرف بسا خوشنما سے ہر ایک گھر نخل کسی منظر کو کہاں</p>

روانہ کیا شہ نے دستور کو
 او دھر سے ہوا شاہزادہ سوار
 ملا شاہزادے سے رہ بین وزیر
 بغلیگر اس سے ہوا جان جان
 تہ دل سے شہزادے کو دئی
 درخشان رہے کو کب اقبال کا
 نہ باقی رہا صبر خود شہریار
 سواری جو شہ کی بڑی چند گام
 نظر شاہزادے کی شہ پر پڑی
 دل اس درجہ دونوں کے مضطرب
 گرا دوڑ کر باپ کے پاؤں پر
 پسرب گرا اشک تری طرح
 رگ جان کی صورت لگیا گئے
 خوشی سے ہوئے مل ملا کر سوا
 سدھار محل کی طرف خند زن

او دھر پشوائی، مجھور کو
 لئے ساتھ شہزادیاں گھنڈار
 بجالایا تسلیم وہ دل پذیر
 ہوا دل سے دستور شہزادمان
 کرے عمر و دولت زیادہ خدا
 نگہبان خدا جان اور مال کا
 ہوا اپنے بیٹے سے ملے سوار
 نظر آیا شہزادہ شاد کام
 پسر کی پدر سے نظر جب لڑی
 سواری سے اپنی او تر کر رہے
 پسر صورت کو دک اشک تر
 اوٹھایا پدر نے گہر کی طرح
 ہی خواہ سب مدتے لیکر چلے
 عماری میں شہزادہ و شہریار
 دعا گو ہوئے دیکھ کر دو زن

پسرب گرا اشک تری طرح
 رگ جان کی صورت لگیا گئے
 خوشی سے ہوئے مل ملا کر سوا
 سدھار محل کی طرف خند زن

ہوئے دھل ایوان شاہی جین
 وہاں کچھ ٹھہر کر شہ نیک خو
 قدم پر گرا مان کے لخت جگر
 دو بھو بیٹے ماں باپ ملکر رہے
 وہ دونوں سے کیسا ملے شادمان
 جو دونوں کے سہروں کا ارمان
 ہوئیں سو چکر پھر تو خاموشیاں
 ادا ہو چکے جب زنا نہ رسوم
 بٹھا کر دل بے بہار کو تخت پر
 چلانے لگا سلطنت آن سے
 ملے جیسے کچھ رہے ہوئے ایک جاں
 ہوا لیکے نذرین وہاں حج سب
 محل میں گیا لیکے فرزند کو
 لگایا گلے مان نے بھی جلد تر
 نصیبوں سے اونکے دن اک بھلے
 کہ آخر وہ دونوں تھیں شہزادیاں
 نئے سرے شادی کا سامان ہوا
 مناسب نظر آئیں گلیوشیاں
 تو باہر محی تاج پوشی کی دہوم
 ہوا آپ گوشہ نشین باج و ر
 شہ جان جان امن آمان سے
 بلایوں ہی کچھ رہے ہوئے کو خدا

مراد اونکی برآمین جیسی تمام
 ہماری مرادین ملین و اسلام

۱۱۸

قطعات تاریخ

قطعه تاریخ از حضور مصنف دام اقبالہ

یہ ہے مثنوی پر بہار اور عزیز	ہیں رعنائیاں اس میں نیز نگار
چھپی داستان ایسی پر تو جو بید	کہو سال بھی غنیمتِ حرز جان

اولہ

ہوئی تصنیف مثنوی ایسی	جسے دلچسپ داستان کہئے
بہر تاریخ طبع اسے پر تو	عشرت انگیز حرز جان کہئے

قطعه تاریخ طبع مثنوی افکاریت حسب اقتبالہ و شائع حضور دام اقبالہ
 قطع تاریخ مثنوی ان لوگوں نے احمد بہا طبع خلف کرد مصنف

ہیں اس میں معانی روشن تمام	یہ ہے نور ہی نور ہی نور نور
جو کی فکر طلعت نے تاریخ کی	کہا سال کو حرز جان حضور

من افکار جناب غلام و شکر صانع صا جان قمر شاگرد حضور مصنف مدظلہ

ہوئی طبع جب مثنوی حضور	ہیں عجوبہ ایات یہ بیدار
اگر تجھ کو ہے فکر تاریخ طبع	قمر لکھ کلام فصیح و بلیغ

خاتمہ

الحمد للہ کہ یہ مثنوی دلچسپ و دلپذیر المسمیٰ بہ جزر جان بتاریخ دوم
ماہ رجب ۱۳۲۹ ہجری مقدسہ مطابق دہم جولائی ۱۹۱۰ء
چھپکر مدیہ شائقین ہوئی

اطلاع

واضح ہو کہ یہ مثنوی صفحہ ایک سے اسی تک مطبع رزاقیہ
مالک مطبع حافظ محمد عبدالقادر جہا کے اہتمام سے چھپی اور صفحہ
ایک اسی سے ایک سو چوبیس تک مطبع سلطان فی واقعہ رائی پٹھ
پطرس روڈ نمبر ۳۴ میں سید محمد عبدالقادر صاحب
مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی ہے



حسب تفصیل ذیل بعد نظر ثانی حضور مصنف کہیں کہیں اشعار زاید کئے گئے ہیں۔

صفحہ ۱۲۔ سطر ۳ اور ۴ کے چھ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

پلا جکبوسا قی وہ گل رنگ مے کہ زمین تر ہو کہانی سی شے

صفحہ ۱۵۔ سطر ۷ اور ۸ کے چھ مین یہ دو شعر زاید کئے گئے ہیں

ہو مین زچکیان کتی اون اونکے گھر
ہر اک رسم عادت سے بڑھ کر ہو
لکھا گیا اس قدر سیم وزر
کہ خلقت وہاں کی تو نگر ہو

صفحہ ۱۶۔ سطر ۱۔ اور ۲ کے چھ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

ہزاروں کے چہلے کی رسمیں ہو مین
ہر اک گھر مین خوشیاں منائی گئیں

صفحہ ۲۱۔ سطر ۱۵ کے بعد صفحہ کے آخر میں یہ شعر زاید کیا گیا ہے

غیر عین کے کچے بھی شامل ہو
نواب عبادت مین داخل ہو

صفحہ ۱۰۹۔ سطر ۵ اور ۶ کے چھ مین یہ شعر زاید کیا گیا ہے

فروکش ہو ایک میدان مین
فضاے چمن تھی بیابان مین

غلط نامہ مشغولی بذال بعد نظر ثانی حضور مصنف دام اقبالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۵	پتہ	پنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۱۳	اسکا	اسکا
۱۶	۶	رہی شادی رنگاب	رہی رنگ شادی
۱۹	۲	رسم	رسم
۲۳	۱۲	ہو	ہو
۳۳	۷	گہری چار تھے دونوں آپس میں مل گئی ماحرہ صوت غنچ کھل	رہے دو گہری دونوں آپس میں مل نکستہ ہوا جا دو گہری کا دل
۳۳	۱۵	تجھ کو	تم کو
۵۱۰	۱۵	اوتر	اوتر
۵۶	۶	باپ	باپ
۵۱	۵	بالوہ	بانوہ
۵۹	۳	کانون کے	کالون کے
۶۰	۱	سکتہ	سکتا
۷۹	۱	پارہ	بارہ
۷۹	۱۰	تہیر	تہر

کیا	گیا	۱۲	۹۶
کئی دن	جہینون	۵	۱۰۹
ہج	ہج	۱۵	۱۱۲
سب کام	کام	۱	۱۱۷
فہرست تصنیفات حضور مصنف دام اقبالہ			

(۱) دیوانِ پرتو فارسی - جس میں جہیز نامہ اور سازش نامہ تواریخ وغیرہ ہیں
 (۲) کلیاتِ پرتو اردو - جس کے متن میں دیوانِ اول پرتو - اور حاشیہ پرتو -
 دیوانِ دوم پرتو ہے اور آخرین واسوخت پرتو النبی پر اسم تاریخی
 تسخیر دل - فراق نامہ، وفادار نامہ پرتو - سہ نامہ پرتو - (جس میں عشق نامہ
 پرتو - سوز نامہ پرتو - اور طلب نامہ پرتو ہے) معذرت نامہ پرتو - طلب نامہ پرتو
 پرتو سبھا - پرستان پرتو - خمس - رباعی - اور قطعات تواریخ ہیں -
 (۳) دیوانِ سیوم پرتو اردو - جس میں اقسامِ صناعات ہیں اور آخرین
 چند غزلیات فارسی کے جو طبعِ دیوانِ فارسی کے بعد لکھی گئیں داخل ہیں
 قطعات تواریخ وغیرہ بھی ہیں -

(۴) دیوانِ چہارم پرتو اردو - جس میں غزلیات اور قطعات تواریخ
 بھی ہیں - یہ دیوان ہمایون حضرت خیرف مرحوم مدنی استاد حضور مصنف دام اقبالہ

(۵) راہ نجات و زاد راہ پر تو - جس میں غزلیات لغتہ و سلام و غزا اور منقبت ہیں -

(۶) لغتہ پر تو - جس میں - چھند - تہمیری - دہرید - ترانہ چیتا - رباعیات - قطعات - تواریخ ہیں -

(۷) مشنوی حرر زبان پر تو - حسین حمد - لغت - منقبت - مناجات اور فرق عشق و فراق - اور داستان عاشق و معشوق تمام ہیں لیکن شوخ چشتی نہیں ہے -

گمراہ میں اکثر تصنیف کی جلدیں بوچکی باقی نہیں ہیں -
حضرت جلال مرحوم لکھنوی نے آپ کے دس غزلوں پر مخمس لکھے ہیں وہ رسالہ ہی طبع ہوا ہے -

المشتھر - غلام دستگیر قمر - عرف صاحبی شاگرد حضور مصفا نام اقبال

واضح ہوا اس مشنوی میں صفحہ ۱ - سے ۸۰ تک عبد الرحیم صاحب کا خط ہے صفحہ ۸۱ سے ۱۲۰ تک سید احمد صاحب کا خط ہے صفحہ ۱۲۱ سے ۲۲۲ تک محمد حسین صاحب کمر کا خط ہے معلوم ہوا کہ صفحہ ۲۲۲ کے پہلے شعر کے بعد حاشیہ پر ہے سو شعر بڑھنا چاہئے

مطبوعہ طبع سلطانی دہلی بیٹھ بھٹاں روڈ مدراس